REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ و علی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۳۸

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ — محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ — ۲۲ تبوک ۱۳۷۳ ہش — ۲۲ ستمبر ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

لندن ۱۹ ستمبر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ مَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَ بَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَ اَمْرِہٖ

مخالفت سے ڈرنا نہیں چاہیئے بلکہ اس سے فائدہ ہوتا ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

”مخالفت سے ڈرنا نہیں چاہیئے بلکہ اس سے فائدہ ہوتا ہے ۔ یہی قدیم سے سنت چلی آئی ہے ۔ جب کبھی کوئی نبی پیدا ہوتا ہے لوگ اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں ۔ سب و شتم سے کام لیتے ہیں ۔ اسی ضمن میں کتابوں کے دیکھنے اور صحیح حالات کے سننے اور معلوم کرنے کا بھی اُن کو موقع مل جاتا ہے ۔ دنیا کے کیڑے جو اپنے دنیاوی کاموں میں مستغرق ہوتے ہیں اُن کو فرصت ہی کہاں ہے کہ دینی اُمور کی طرف متوجہ ہوں لیکن مخالفت کے سبب اُن کو بھی غور و فکر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے ۔ اور ان کے شور و غل کے سبب دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ ہو جاتی ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ اصل میں بات کیا ہے ۔ کئی لوگوں کے ہمارے پاس خطوط آئے کہ مولوی محمد حسین یا مولوی ثناء اللہ وغیرہ کا انہوں نے نام لیا کہ ان کی مخالفانہ تحریریں اور کتب پڑھ کر ہمیں اس طرف خیال ہوا کہ آخر مرزا صاحب کی تحریر بھی منگوا کر دیکھنی چاہیئے اور جب آپ کی کتاب پڑھی تو اس کو روحانیت سے پُر پایا اور حق ہم پر کھل گیا ۔

جب انسان توجہ کرتا ہے تو اس کا دلی انصاف اسے ملزم کرتا ہے جہاں مخالفت کی آگ بھڑکتی ہے اور شور اٹھتا ہے اس جگہ ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے ۔ انبیاء سے پہلے تمام لوگ نیک و بد بھائی بھائی بنے ہوئے ہوتے ہیں ۔ نبی کے آنے سے ان کے درمیان ایک تمیز پیدا ہو جاتی ہے ۔ سعید الگ ہو جاتے ہیں اور شقی الگ ہو جاتے ہیں ۔“

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲ طبع جدید)

روحانی تبلیغ

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں

کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

(منقول از براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۹)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء

پاکستان کی راجدھانی میں احمدیہ مسجد کو منہدم کر دیا گیا

میونسپل کمیٹی راولپنڈی نے پولیس کی نگرانی میں مسجد اور ملحقہ عمارات کو ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا

بابری مسجد کے خلاف احتجاج کرنے والوں کا اپنا اندرونی گھناؤنا کردار

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کا جمعہ پاکستان کی احراری مساجد یا احراری مزاج کے ملاؤں کے لئے جشن کے طور پر منایا جا رہا ہے ۔ حضور نے فرمایا یہ ویسا ہی جشن ہے جیسا بابری مسجد کے انہدام پر ہندو انتہا پسندوں نے منایا تھا ۔ کل ایک بابری مسجد ہی کا واقعہ راولپنڈی کی احمدیہ مسجد میں دُہرایا گیا ہے جبکہ حکومت اسلامیہ پاکستان کے دارالخلافہ میں حکومت اور پولیس کے سائے تلے علماء نے اس عیدگاہ کو جو عبادت کی غرض سے تعمیر کی گئی تھی اُسی طرح جس طرح بابری مسجد کو منہدم کیا گیا تھا ۔ بیرونی دیوار کی اینٹیں بھی اسی طرح گرائی گئیں SERVANT QUARTERS کو بھی منہدم کر دیا گیا ۔ اور اس کی ہر عمارت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اور یہ وہ وجہ ہے جس کی بناء پر پاکستان کی مذکورہ مساجد میں آج اس خوشی میں جشن کا سماں ہے ۔ حضور نے فرمایا جب ہندوؤں نے بابری مسجد کو گرایا اور جشن منایا تو وہ مشرک تھے ۔ لیکن انہوں نے مسلمان کہلا کر خدا کے گھر کو گرایا ہے ۔ حالانکہ اسلام نے نہ صرف مساجد کی بلکہ تمام مذاہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کی تعلیم دی ہے ۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر ۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ تبوک ۱۳۷۳ ہش

قاہرہ کی بین الاقوامی آبادی کانفرنس

قاہرہ میں اس ماہ کے پہلے ہفتہ میں اقوام متحدہ کے زیر انتظام بین الاقوامی آبادی کانفرنس منعقد ہوئی جو اختلافات و اتفاقات کے ملے جلے رسمی ماحول میں بغیر کسی خاص مقصد و نتیجہ کے ختم ہوگئی۔

اس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہر سال دنیا کی کل آبادی میں نو کروڑ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ اضافہ زیادہ تر غریب ممالک میں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ترقی یافتہ امیر ممالک کو غریب ملکوں میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا شدید احساس ہے۔ ۱۱۳ صفحات کے مسودہ میں اس کے حل کے لئے اسقاط حمل اور دیگر وہ تمام ذرائع استعمال میں لانے کے ساتھ ساتھ جن سے آبادی پر روک لگائی جا سکتی ہے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ سکولوں میں جنسی اور سیکسی تعلیم کو عام کیا جائے تاکہ بچوں کو شروع سے ہی اس سلسلہ میں آگاہی رہے۔

اگر ہم آج کی دنیا میں انسداد نسل کی وجوہات کا پتہ لگانا چاہیں تو اس کے موجدین کی طرف سے اس کی بنیادی وجہ بڑھتی ہوئی آبادی بتائی جاتی ہے۔ اُن کا کہنا یہ ہے کہ جس رفتار سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس زمین پر تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں بچے گی۔ حالانکہ جب سے اس زمین پر سلسلۂ انسان شروع ہوا ہے اُس وقت سے لیکر آج تک بڑھتی ہوئی آبادی کے باوجود یہاں انسان بس رہے ہیں۔ اور پھر اگر انسان پیدا ہوتے ہیں تو انسان کی موجودگی کے قدرتی توازن کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے مقابل پر موت کا سلسلہ بھی طبعی اور قدرتی آفات وغیرہ کے نتیجہ میں جاری ہے۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ بعض دفعہ تو ایسی اموات کا سلسلہ بھی چلا ہے کہ خطوں کے خطے خالی ہو گئے اور پھر از سر نو آبادی کے سلسلہ کو شروع کرنے کی مہم چلانی پڑی۔ اس لحاظ سے بجائے غیر فطری عوامل سے آبادی کو روکنے کے اس توازن کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری نظام قدرت پر ہی چھوڑ دینا مناسب ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ جن ممالک میں قدرے غربت ہے وہاں زمین بھی زیادہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے ترقی کے صحیح وسائل نہ اپنا کر اپنی صلاحیتوں کو آپسی افتراق اور خیانت کے نتیجہ میں خراب کر لیا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک کے پاس زمین کم اور بالمقابل آبادی زیادہ ہے۔ لیکن افریقہ کے غریب ممالک کے پاس زمین زیادہ اور آبادی کم ہے۔ مثال کے طور پر برطانیہ کا رقبہ ۲ لاکھ ۳۰ ہزار چھ سو چھیالیس مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً پونے چھ کروڑ۔ اس کے مقابل پر فقط ایتھوپیا کا رقبہ بارہ لاکھ اکیس ہزار نوسو مربع کلومیٹر ہے اور آبادی صرف پانچ کروڑ۔ سابقہ مغربی جرمنی کا رقبہ دو لاکھ اڑتالیس ہزار چھ سو اٹھتر مربع کلومیٹر تھا اور آبادی چھ کروڑ دس لاکھ۔ جبکہ صومالیہ کا رقبہ چھ لاکھ ۳۷ ہزار چھ صد ستاون مربع کلومیٹر ہے اور آبادی صرف ۶۵ لاکھ۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ کا رقبہ اکتالیس ہزار دو صد اٹھاسی مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ستر لاکھ۔ اور بالمقابل سوڈان کا رقبہ ۲۵ لاکھ ۵ ہزار ۸ صد تیرہ مربع کلومیٹر ہے۔ اور آبادی دو کروڑ ساٹھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ اقوام متحدہ کی رپورٹ میں تو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ غریب ممالک میں آبادی کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آبادی کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے کوئی ملک غریب اور امیر نہیں ہے۔ بلکہ خداداد صلاحیتوں کو استعمال نہ کرنے اور صحیح وسائل کو بروئے کار نہ لانے یا بعض طاقتوروں کے سابقہ استحصال کے نتیجہ میں ایسا ہوا ہے۔ حیرت ہے کہ آبادی کو کم کرنے کی زیادہ فکر بھی اُن ممالک کو ہی ہے جن کے پاس زمین کی کمی نہیں۔ اور جو امیر ممالک نہایت گھنی آبادی پر مشتمل ہیں ان کے ہاں یہ سوچ بہت کم ہے۔

ہمارے نزدیک تو ترقی پذیر اور غریب ممالک کو آبادی کے کم کرنے کی طرف زیادہ توجہ دینے کی بجائے پیداوار کے بڑھانے اور اپنی خداداد طاقتوں کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ قدرت کی عطا کردہ بے شمار دولت ہمارے کھیتوں، پہاڑوں، جنگلوں، دریاؤں، سمندروں اور زمینوں میں ہے۔ جس سے امیر ممالک تو بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور غریب ممالک تک ان کی اپنی منفی سوچوں کی وجہ سے وہ خزانے حصہ رسدی پہنچ نہیں پا رہے۔ امیر ممالک کی طرف سے ماضی میں ایسا ہوا ہے کہ ان غریب ممالک سے انہیں جو کچھ بھی ملا ہے اُسے سمیٹ لینے کی پالیسی پر ہی عمل ہوا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سی ایجادات اور ترقیات کے لئے غریب ممالک یقیناً ترقی یافتہ ممالک کے مرہونِ منت ہیں۔ لیکن ان امیر ممالک نے وہی کچھ غریب ممالک میں کیا ہے جسے کرنے کے نتیجہ میں اوّلاً ان کا اپنا اور پھر ثانیاً متعلقہ ممالک کے باشندوں کا فائدہ تھا ورنہ بے لوث و بے غرض جذبہ کے تحت کبھی بھی فائدہ پہنچانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

ہماری اس مذکورہ گفتگو کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم فیملی پلاننگ کے سلسلہ میں پیش کردہ موجودہ تمام اُصولوں کے مخالف ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لیکن ہمارا کہنا اس موقع پر صرف یہ ہے کہ جس قدر ضبطِ تولید (BIRTH CONTROL) پر توجہ دی جاتی ہے۔ لاکھوں کارکن اس سلسلہ میں ملوث ہیں۔ اور اربوں روپیہ اشتہارات اور دیگر ضبطِ تولید کی ایجادات پر خرچ ہوتا ہے اگر اس کام پر اس قدر مبالغہ آرائی کی بجائے پیداوار کے بڑھانے اور ترقیات کے ذرائع تلاش کرنے کی طرف دھیان دیا جاتا تو کہیں زیادہ فائدہ ہوتا۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس نے تولید کے سلسلہ میں وقفہ کو تسلیم کیا ہے۔ اسلام کے نزدیک شادی کو بلوغت کے بعد جائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن بلوغت کو انسانی عقل اور سمجھ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں کسی عمر کی قید نہیں رکھی گئی۔ کیونکہ بعض علاقوں یا خاندانوں میں اٹھارہ سال کی عمر میں بلوغت کے ساتھ جسمانی پختگی بھی آجاتی ہے اور بعض علاقوں میں پچیس سال تک بھی پختگی پیدا نہیں ہوتی۔ اور پھر اسلام نے ایک مرتبہ استقرارِ حمل سے لے کر دوسرے حمل کے وقفہ کو تین سال کا عرصہ دیا ہے۔ یعنی نو دس ماہ ایام حمل اور دو سال کا عرصہ دودھ پلانے کے لئے (البقرہ: ۲۳۴) پھر جب دوسرا حمل وضع ہوگا تو اس طرح دو بچوں کا درمیانی فاصلہ چار سال کا ہو جائے گا۔ قدرت کا تجویز کردہ یہ اسلامی اصول نہ تو اکثر مسلمانوں نے اپنایا اور نہ ہی غیر مذاہب نے اس کی طرف توجہ دی جس کے نتیجہ میں ہر سال بچوں کی پیدائش کی وجہ سے جہاں عورت کی صحت پر برا اثر پڑا ہے وہیں بچوں کی بھی صحیح نشوونما نہیں ہو سکی۔ اسلام نے عورت کے پیدائش کے اس عمل کو کھیتی سے مشابہت دی ہے (البقرہ: ۲۲۴) جس طرح کھیتی میں اگر لگاتار فصل اُگائی جائے تو اس کی صلاحیت کمزور پڑ جاتی ہے۔ پھر ہوشیار کسان اس میں طاقت کے اجزاء وغیرہ ملا کر کچھ وقفہ کے لئے اُسے چھوڑ دیتا ہے۔ اس مثال میں سمجھایا گیا ہے کہ عورت کی صحت اور طاقت کا خیال رکھنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پیدائش کے عمل میں کم از کم چار سال کا اور اگر صحت کمزور ہے تو زیادہ وقفہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں یہاں تک بھی لچک ہے کہ اگر عورت کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو بعد میں ٹھہرنے والے حمل کو عورت کی صحت کے پیش نظر روکا بھی جا سکتا ہے۔ اسی طرح ماں باپ کو اپنے انفرادی گھریلو حالات کے پیشِ نظر یہ فیصلہ کرنے کی بھی اجازت ہے کہ وہ کس قدر بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور نگہداشت کا انتظام کر سکتے ہیں۔ بہرحال یہ ہر ماں باپ کا اپنا ذاتی فیصلہ ہوگا جو وہ تقویٰ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کریں گے۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

ارشادِ نبوی ﷺ
اُنْصُرْ اَخَاکَ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

قسط نمبر ۱

احمدی خواتین کی عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

"وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔"

جلسہ سالانہ یو۔کے۔ کے دوسرے روز ۳۰ جولائی کے جلسہ مستورات سے حضور انور کا خطاب

ہفتہ ۳۰ جولائی ۱۹۹۴ء کو جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی دس بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ اس اجلاس میں دو نظموں کے علاوہ حسب ذیل احباب نے تقاریر فرمائیں۔ مکرم ابراہیم نونن صاحب نے "اسلام اور عیسائیت میں نجات کا تصور" کے موضوع پر انگریزی میں خطاب فرمایا۔ "سیرت حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی" کے متعلق مکرم بشیر احمد خالد رفیق صاحب نے اردو میں تقریر فرمائی۔ اس کے علاوہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے صحابہ سے شفقت" کے موضوع پر اور مکرم پروفیسر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے "حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پہچان کی آسمانی شہادتیں" کے موضوع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔

قریباً پونے بارہ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لے گئے جہاں تلاوت قرآن کریم کے بعد جو مکرمہ عالیہ خان صاحبہ نے کی اور اس کا ترجمہ مکرمہ امۃ الحئی خان صاحبہ نے پیش کیا۔ مکرمہ منال شریف صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ "یملی من الرحمن فنلھا الآلاء" کے بعض اشعار ترنم سے پڑھے۔ پھر عزیزہ قرۃ العین طاہرہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام "تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم" خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مستورات سے خطاب فرمایا جو مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنایا گیا اور سیٹلائٹ کے ذریعہ براہ راست مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ دنیا بھر میں نشر کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۴ تا ۱۵۸ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج کی یہ تقریر ان خواتین کے ذکر کے لئے وقف ہے جنہوں نے خدا کی محبت میں ہر مصیبت اٹھائی۔ حضور نے فرمایا کہ جب بھی احمدیوں کے خلاف مظالم کی تحریکات شروع ہوئیں مردوں کی قربانیوں کے ذکر تو عموماً ملتے ہیں لیکن عورتوں نے جو اپنی آنکھوں سے حال دیکھا جو ان کے دل پہ گزری اس کے تذکرے پوری وضاحت اور پوری تفصیل کے ساتھ ہمارے ہاں محفوظ نہیں۔ چنانچہ حضور نے صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پاکستان کو ہدایت فرمائی کہ خصوصیت سے ۱۹۷۴ء کے واقعات کے متعلق ان خواتین سے پوچھیں جو آج بھی خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ جن کے گھروں پر یہ مظالم کی داستانیں گزری ہیں، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے خاوندوں، اپنے بھائیوں، اپنے بچوں کو شہید ہوتے دیکھا۔ جن کے گھر جلائے گئے۔ جن کے سروں سے چادریں اتار دی گئیں۔ جو بے گھر گھروں کو چھوڑ کر بغیر کسی ساز و سامان کے یہاں تک کہ بغیر جوتیوں کے پیدل گھروں سے نکلیں۔ ان کے دلوں پر کیا گزری ہی تھی وہ خود ان پر ایمان کی کیسی کیسی آزمائشیں آئیں اور کس طرح وہ ثابت قدم رہیں۔ حضور نے بتایا کہ یہ واقعات بڑی محنت سے اکٹھے کروائے گئے ہیں اور ان کی صحت کے متعلق بھی احتیاط برتی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ داستانیں نہایت ہی دردناک ہیں اس لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ اپنے ضبط کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے سامنے کچھ واقعات بیان کر سکوں۔ جب میں سرسری نظر سے یہ واقعات پڑھ رہا تھا تو دل کی کیفیت یہ تھی کہ ؎

رو کے ہوئے ہیں ضبط و تحمل کی قوتیں
رگ رگ پھڑک رہی ہے دلِ ناصبور کی

ان کا پڑھنا اتنا دوبھر تھا تو تصور کریں وہ لوگ، وہ خواتین جو ان واقعات سے گزرے ہیں ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ میاں مہر دین صاحب آف گوجرانوالہ بیان کرتی ہیں کہ ۷۴ء میں جب گوجرانوالہ میں حالات بہت خراب ہوئے تو میرے بیٹے منیر احمد کا ایک غیر احمدی دوست آیا اور کہنے لگا کہ بہت خطرہ ہے راتوں رات کہیں چلے جائیں۔ میرے بیٹے نے کہا ہمیں کہیں جانے کی اجازت نہیں، ہم یہیں رہیں گے۔ میرے بیٹے بشیر نے مجھے اور میری بیٹی جمیلہ کو اپنے دوست کے گھر بھجوا دیا۔ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عام حالات میں اپنے بیٹوں کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا لیکن اس دن بیٹوں کو اس قدر خطرناک حالات میں بے فکری سے چھوڑ کر چلی گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ نہ جانے بیٹوں کے ساتھ کیا ہوگا۔

صبح جلوس نے حملہ کر دیا۔ میرے بیٹے تمام دروازوں کو مقفل کر کے چھت کے اوپر چلے گئے۔ جہاں پہلے بھی پانچ آدمی موجود تھے۔ ہجوم نے ان پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بچے چھت پہ ادھر ادھر بھاگتے لیکن بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ پچھلی گلی میں اتر سے تاکہ وہاں سے باہر نکل جائیں لیکن وہاں بھی ہجوم تھا انہوں نے نیچے اترتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر میرے دونوں بیٹوں کو شہید کر دیا اور انہیں اینٹوں اور پتھروں کے بڑے بڑے ڈھیروں کے نیچے دبا دیا گیا۔

اس موقع پر میرے بیٹے منیر احمد اور بشیر احمد کے علاوہ سعید احمد، منظور احمد، محمود احمد اور احمد علی قریشی بھی شہید ہوئے۔ سبھی کو ڈنڈے اور پتھر مار مار کر شہید کیا گیا۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ اس قیامت کے گزرنے کا علم جب مجھے ہوا تو ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ لیکن گھر والوں نے رونے بھی نہ دیا کہ ہماری رونے کی آواز سے ہماری جان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ہماری ناقابل بیان حالت تھی اس وقت تو مجھے کچھ علم نہ تھا کہ میرے بیٹوں نے کیسے جان دی ہے اور ان پر کیا گزری ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بڑے ظالمانہ اور سفاکانہ طریق سے انہیں مارا گیا ہے۔ ہمارا ہنستا بستا گھر اجڑ چکا تھا۔ بڑا کڑا امتحان تھا۔ بیٹوں کے لئے رو بھی نہ سکتی تھی اور زیادتی کی دہائی بھی نہ نکال سکتی تھی۔ دل و دماغ میں غموں کا ایک طوفان تھا آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔ لیکن کچھ کہنے سننے کی اجازت نہ تھی۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ بعد میں جب حالات تبدیل ہوئے تو اس

تراس گھر میں رہنے کو دل تو نہ کرتا تھا لیکن مجبوری حالات ہمیں پھر اس ویرانہ میں لے آئی۔ پہلے ہی ہم بہت غمزدہ تھے دوسرا اہل محلہ نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا۔ دکانداروں نے سودا سلف دینا بند کر دیا۔ ہم تمام اشیاء بہت دور سے جاکر لاتے تھے۔ اہل محلہ ہمیں دیکھ کر رستہ بدل لیتے۔ ان حالات سے ہمیں اور بھی اذیت پہنچتی لیکن ہم نے صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا یہ تو ہم سے غیروں کا سلوک تھا لیکن اس موقع پر اپنے عزیزوں نے بھی منہ پھیر لیا۔ برسوں کے ملے شدہ رشتے توڑ دیئے اور ہمیں نصیحتیں کیں کہ اپنا مذہب چھوڑ دو جس نے سوائے بربادی کے کچھ نہیں دیا۔ لیکن ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا اور ہر قدم پر اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

حضور نے فرمایا ان حالات میں صبر کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ راضی برضا رہنے کے لئے اور صبر اختیار کرنے کے لئے بھی اللہ کی مدد کی ضرورت ہے اس لئے ہر آئندہ وقت کے لئے ابھی سے امن کے زمانوں میں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اگر اللہ کسی آزمائش میں ڈالنے کا فیصلہ فرمائے تو پھر ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے سر اس کے حضور میں خم رہیں اور دل ہر حال میں اس کی رضا پر راضی رہے اور ہمیں صبر کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر ہمارے حق میں کہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔

حضور نے مکرمہ نفیسہ سید صاحبہ بنت سید احمد علی صاحب کا بیان کردہ واقعہ پڑھ کر سنایا۔ وہ کہتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں گوجرانوالہ میں بھرے ہوئے ہجوم اور مولویوں کے جلوس نے بہت تباہی مچائی گھروں کو جلایا۔ احمدی گھروں پر دھاوا کیا۔ اس فساد میں ہم چار بہنیں اور امی جان حیران پریشان چھت پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک جلوس کی ایک ٹولی ہمارے گھر کی طرف بڑھی اور وہ کہنے لگے یہ مرزائیوں کے مربی کا گھر ہے پہلے اسے آگ لگا دو۔

میرے چھوٹے بھائی سید ولی احمد صادق اور میرے ابا جان سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ دونوں ہی مسجد میں تھے اور مسجد دشمنوں میں گھری ہوئی تھی۔ مگر یہ دونوں کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکل کر گھر آگئے اور ہم چاروں بہنوں کو ایک قریبی احمدی محمد احمد ایلی کے گھر چھوڑ آئے اور یہ عشاء کے قریب کا وقت تھا۔ جب ہم چاروں بہنیں مرزا ایلی صاحب کے گھر پہنچیں تو دیکھا کہ دیگر احمدی گھروں کی لڑکیاں اور عورتیں بھی وہاں موجود تھیں۔ نفیسہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ہم چھت پر بیٹھ کر ایمان کی سلامتی اور احمدیت کی ترقی کے لئے دل ہی دل میں دعائیں کرتی رہیں۔

یکم جون کو تقریباً صبح کے پونے چار بجے پانچ رائفل بردار ایلی صاحب کے گھر کی چھت پر آگئے جنہیں دیکھتے ہی مرد اور عورتیں چوبارہ کے کمروں میں چلے گئے۔ کمرے صرف دو تھے ایک میں مرد اور ایک میں عورتیں جمع ہو گئیں۔ حملہ آور سر پر آ پہنچے اور ان کی رائفلیں شعلے برسانے لگیں۔ آہ و فغاں کا ایک شور بلند ہوا۔ گولیاں چلتی رہیں، دروازے ٹوٹنے کی آوازیں آتی جا رہی تھیں ہم اپنے کمزور ہاتھوں سے دروازوں کو تھامتے رہے۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ ہم کہہ نہ سکتے تھے کہ ہم اس دنیا کو دوبارہ دیکھ بھی سکیں گے یا نہیں؟ ہاتھوں پاؤں میں خوف سے رعشہ طاری تھا اور ایسی کیفیت تھی جسے بیان کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔

اچانک مردوں کی جانب کا دروازہ ٹوٹا جہاں محمود صاحب اور ان کے نوجوان بھانجے اشرف صاحب تھے۔ چند لمحوں کے بعد ان کی دلدوز چیخوں کی آواز کانوں کے پردے پھاڑتی ہوئی آئی۔ ماموں بھانجا خاک و خون میں تڑپ رہے تھے۔ ایسا منظر دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ محمود صاحب کی ٹانگ سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ چھت پھلانگ کر اپنے غیر احمدی عزیز کے گھر گئیں اور کہا کہ ہمارے گھر میں گولیاں برسائی جا رہی ہیں۔ میرے میاں اور ان کا بھانجا زخمی حالت میں پڑے تڑپ رہے ہیں آپ ان کی مدد کریں۔ مگر ان کا جواب تھا "تمہارے ساتھ ہم اپنی جانیں کیوں گنوائیں؟" حملہ آور تو چلے گئے مگر زخمیوں کی چیخوں سے آسمان سر پر اٹھا ہوا تھا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بعض کی تمام سلیں ٹھنڈی ہو کر گئیں۔ ہم نے باہر آکر ان کے منہ میں پانی ڈالا اور پولیس سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا۔ اور ان کو صورت حال سے آگاہ کیا مگر پولیس کو ایسی چھپی کہ ڈھونڈو تو اس کا نشان نہ ملے۔

اسی طرح گوجرانوالہ میں جب حکیم نظام جان صاحب کے بچوں کے گھر کو آگ لگائی گئی تو تمام اہل خانہ نچلی منزل پر تھے۔ یہ سب دوسری منزل پر چلے گئے۔ جلوس نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور دوسری منزل کو بھی آگ لگا دی۔ باہر نکلنے کے تمام راستے بند تھے۔ سڑک پر ہزاروں کا مجمع ہر طرح کے کیل کانٹوں سے لیس ان کی بوٹیاں کرنے کو تیار کھڑا تھا۔ جب یہ عورتیں اور بچے تیسری منزل پر پہنچے تو وہ بھی آگ کی لپیٹ میں آگئی۔ سیڑھیاں بھی جل گئیں۔ اب نیچے اترنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا اور آگ بڑی تیزی سے پھیل رہی تھی۔ بچے سہم کر بڑوں سے چمٹے ہوئے تھے لیکن سبھی بے بس تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے۔ نیچے گلی میں ہجوم اس انتظار میں تھا کہ کب یہ لوگ جل جائیں یا نیچے چھلانگیں لگائیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔

اس موقع پر سامنے کے گھر والوں نے ہمدردی کی اور لکڑی کا ایک تختہ اپنے گھر کی چھت سے اس جلتے ہوئے گھر کی چھت تک رکھا۔ یہ تختہ اتنا چوڑا بھی نہ تھا کہ ایک آدمی با آسانی اس پر سے گزر سکے لیکن ایمان کی مضبوطی سے اس خاندان کا ایک ایک بچہ اس پر سے گزر گیا۔

سید احمد علی شاہ صاحب کی بیٹی راضیہ سید بیان کرتی ہیں کہ جب ہمارے گھر پر حملہ ہوا تو حملہ آوروں میں سے ایک بلوائی نے امی سے کہا کہ تمہارا کلمہ اور ہے تو اسی وقت امی نے کہا لو سنو کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" ہے۔ پھر ایک اور آدمی نے ہماری بہن سے کہا کہ تم مرزا صاحب کو گالی دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ بہن نے جواب دیا تم مجھے زخمی کر سکتے ہو۔ میری جان لے سکتے ہو مگر میرا ایمان نہیں چھین سکتے اور نہ میں احمدیت چھوڑ سکتی ہوں۔ اس پر ایک غنڈے نے بہن کو تھپڑ مارا۔ دوسرے نے سر پر ڈنڈا مارا۔ اتنے میں ایک شخص نے لمانی دار چاقو پکڑا اور ابا جان کو گھسیٹ کر باہر لے جانے لگا اور کہنے لگا کہ یہی ان کا مربی ہے پہلے اسے ختم کرو۔ بہن زخمی حالت میں بھاگ کر ساتھ والے مکان میں گئیں مگر وہاں کی خواتین نے یہ کہتے ہوئے انکو وہاں سے نکال دیا کہ اپنے ساتھ ہمیں بھی مروانا ہے۔ پھر یہ ایک اور مکان میں گئیں لیکن انہوں نے بھی پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میری بہن نے اس مکان سے چھت پھلانگ کر گلی پار کی کیونکہ گلی میں جلوس تھا اور دوسرا کوئی رستہ نہ تھا۔

حضور نے بتایا کہ مکرمہ سعیدہ افضل صاحبہ جو حضور کے عزیز دوست اور کلاس فیلو مکرم محمد افضل صاحب کھوکھر شہید کی اہلیہ ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ شہادت سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ افضل شہید عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو میں بستر پر بیٹھے رو رہی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگے کہ سعیدہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کتاب "روشن ستارے" پڑھ رہی تھی اور میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوتی اور میرا نام بھی کسی نہ کسی رنگ میں کتاب میں آتا۔ اس پر افضل صاحب کہنے لگے یہ آخرین کا زمانہ ہے۔ اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرو تو پہلوں میں شمار کی جاؤ گی۔

۳۱ مئی کی رات احمدیوں کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ ساری رات جاگ کر دعائیں کرتے گزر گئی۔ اپنا دفاع کرتے رہے۔ مجھے یہ وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہ میرے شوہر اور بیٹے کے ساتھ آخری رات ہے۔

یکم جون کو جلوس نے حملہ کر دیا ہم عورتوں کو افضل صاحب نے ہمسایہ کے گھر بھیج دیا اور خود باپ بیٹا گھر ٹھہر گئے۔ سارا دن حملہ ہوتا رہا۔ توڑ پھوڑ کی آوازیں آتی رہیں مگر ہمیں کچھ پتہ نہ تھا کہ باپ بیٹے کو شہید کر دیا گیا ہے اور ظالموں نے انکے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ حضور نے بتایا کہ ظالموں نے پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے شہید کیا اور اس دردناک طریق پر شہید کیا کہ ایک غیر احمدی جو اس مجمع میں شامل ہوا تھا وہ اس واقعہ کو دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسے ہوش آئی تو اس نے بتایا کہ جب افضل شہید سے کہا گیا کہ مرزا غلام احمد کو گالیاں دو تو انہوں نے کہا کہ تم مجھے اپنے بیٹے سے بھی کمزور ایمان والا سمجھتے ہو جس نے میرے سامنے اس بہادری سے جان دی ہے۔ جب آخری وقت سسکتے ہوئے وہ پانی مانگ رہا تھا تو گھر پر جو عمارت کے لئے ریت پڑی تھی وہ اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ افضل شہید نے کہا کہ تم جا چاہو کرو میں اپنے ایمان میں متزلزل نہیں ہوں گا۔ اس پر انہیں اور بھی دردناک طریق پر شہید کیا گیا۔ پھر انہیں ننگا کر کے انکی نعشیں تیسری منزل سے نیچے پھینک دی گئیں۔ حضور نے فرمایا یہ وہ بربریت ہے جسکو یہ بدبخت لوگ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس سے بڑی بے حیائی اسلام کے نام پر شاید کبھی نہ کی گئی ہو۔ (باقی)

خطبہ جمعہ

جلسہ کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
بتاریخ ۸ جولائی ۱۹۹۴ء مطابق ۸ وفا ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

گزشتہ دو خطبات چونکہ کینیڈا کے سفر کے دوران گزرے اس لئے براہ راست ٹیلی ویژن پر وہ خطبات دکھائے نہیں جاسکے لیکن ان کی ریکارڈنگ یہاں بھجوائی جاتی رہی ہے جس طرح پرانے خطبات ان دو خطبات کے موقع پر کام آگئے یہ دو خطبات جو کینیڈا میں دئے گئے تھے وہ بھی، آپ کو بعد ازاں کسی وقت دکھا دئے جائیں گے۔

کینیڈا کا سفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے بہت کامیاب گزرا۔ اس دفعہ کینیڈا کے جلسوں میں حاضری خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گزشتہ موقع سے دگنی یا اس سے بھی زائد تھی۔ اگرچہ امریکہ سے بھی بہت بھاری تعداد میں زائرین تشریف لائے تھے لیکن ان کی تعداد کو الگ بھی کر دیا جائے تب بھی کینیڈا کے زائرین جو باہر سے آئے تھے اور ٹورانٹو کے رہنے والے احمدی، ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے کافی زیادہ تھی۔ بہت سی ایسی تعداد تھی جو پاکستان سے نئے آنے والے تھے۔ یعنی وہ پرانے احمدی احباب جو اس انتظار میں تھے کہ ان کو قومی طور پر رہائش کا حق مل جائے اور وہ اپنے اہل و عیال کو بلا سکیں۔ اس عرصہ میں زیادہ تر تعداد کا اضافہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کینیڈین حکومت نے قومی طور پر وہاں رہنے کی اجازت کا حق دے دیا اور ان کے خاندانوں کو بلوانے کا حق دے دیا۔ اس پہلو سے بکثرت ملاقاتیں ایسے لوگوں سے تھیں جن سے گزشتہ دس گیارہ سال سے ملنے کا موقع نہیں ملا تھا اور کینیڈا کے جلسے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں طرف کی دیرینہ ضرورت پوری ہو گئی۔ تربیتی لحاظ سے کینیڈا میں جو ضرورتیں ہیں ان کا ایک حصہ تو صرف دورے کے نتیجے میں ہی خود بخود پورا ہو جاتا ہے۔ وہ نئی نسل کے نوجوان جو کچھ عرصہ بیرونی فضا میں دم لینے کی وجہ سے کسی حد تک اگر نہیں، تو کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے دوروں کے وقت ملاقاتیں ہوتی ہیں، جلسوں میں وہ ذوق شوق سے حصہ لیتے ہیں تو وہ سارے زنگ جو بیرونی فضا کے ان پر لگے ہوتے ہیں وہ خود بخود دھل جاتے ہیں اور دھلے دھلائے نئے پاک چہرے نمایاں ہو جاتے ہیں، کوئی کدورت باقی نہیں رہتی۔ یہ تو ایک عمومی فائدہ ہے جو دوروں کے نتیجہ میں پہنچتا ہی ہے۔ اس کے علاوہ نئی نسلوں کو سوال و جواب کا موقع ملتا ہے اور اس دفعہ مثلاً خصوصیت سے ہم نے بچیوں کے سوال و جواب کی جو مجلس رکھی تھی وہ بہت ہی مفید رہی۔ میرے لئے اس لحاظ سے کہ مجھے نئی نسل کی احمدی بچیوں کے سوالات کو بذات خود سننے کا موقع ملا اور نفسیاتی لحاظ سے جو مسائل ہیں ان کو سمجھنے کا موقع ملا۔ ان کے لئے اس لحاظ سے کہ وہ باتیں جو بسا اوقات ان کے ماں باپ بھی ان کو سمجھاتے تھے اور سمجھ نہیں سکتی تھیں وہ مجھ سے جواب سننے کے بعد نہ صرف ان کے چہروں سے اطمینان ظاہر ہوتا تھا بلکہ آپس میں جب انہوں نے باتیں کیں اور وہ باتیں مجھ تک پہنچیں تو یہ معلوم کر کے دل اللہ تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہو گیا کہ وہ تمام سوال کرنے والیاں بھی اور جو نہیں سوال کر سکی تھیں ان سب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح جوابوں سے تسلی ہوئی اور اسلام کی حقانیت پر دل پہلے سے بڑھ کر مطمئن ہوا۔ میں نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ میں سے وہ بچیاں جو پہلے سے سوال لے کر بیٹھی ہوئی تھیں اور وقت کی کمی کی وجہ سے وہ سوال نہیں کئے جاسکے، تقریباً دو گھنٹے وہ مجلس رہی، لیکن اس کے باوجود بہت سے سوال باقی دکھائی دے رہے تھے کیونکہ بچیوں کی قطار ابھی باقی تھی کہ وقت ختم ہو گیا۔ ان سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آپ یہاں بھجوا دیں تو انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعے ہم انشاء اللہ ان سوالات کے جواب دیں گے اور آئندہ بھی تمام دنیا کے احمدیوں کو میری نصیحت ہے کہ اپنی نئی نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں کے سوالات خصوصیت سے یہاں بھجوا دیا کریں تاکہ ایک عالمی مجلس سوال و جواب کے ذریعہ ان کے سوالات کے براہ راست جواب دئے جاسکیں۔ اس پر جو ضمنی سوال اٹھیں گے پھر انشاء اللہ ان پر بھی گفتگو ہوتی رہے گی۔

بہر حال یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت برکات لے کر آیا، بہت سی برکات دائمی صورت میں پیچھے چھوڑ گیا اور اس موقع پر چونکہ وہ براہ راست (کینیڈا والے) بھی میرا خطبہ سن رہے ہوں گے ان کو میں اپنی طرف سے بھی اور تمام جماعت عالمگیر کی طرف سے بھی کامیاب جلسہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور ان تمام کارکنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دن رات بے حد محنت کی اور بڑی قربانی کے جذبے سے اپنے سپرد ذمہ داریوں کو نبھایا۔ ہر پہلو سے خدا کے فضل سے انتظام بہت اعلیٰ تھا اور نمونے کا تھا۔ کھانے کا معیار بھی بہت اچھا تھا یہاں تک کہ بہت سے لوگ جن کو دوسری جگہ ہر قسم کے اچھے کھانے میسر تھے وہ کھانے چھوڑ کر لنگر کے کھانے کی طرف زیادہ مائل رہے اور بہت شوق سے ذکر کرتے رہے کہ جو مزا لنگر کی دال کا یا آلو گوشت کا آتا ہے وہ اور کسی کھانے میں نہیں آتا۔ تو یہ بین الاقوامی طور پر جلسہ سالانہ قادیان کی چھوٹی چھوٹی صورتیں جگہ جگہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ کوشش یہی ہے کہ بعینہ ویسی ہوں جیسا کہ قادیان میں جلسے ہوا کرتے تھے اور الحمد للہ کہ جو کچھ کمی اس پہلو سے رہ گئی تھی وہ ہمارے آپس میں مل بیٹھ کر معاملہ فہمی کے نتیجہ میں بہت حد تک دور ہو گئی اور آخری صورت میں یہ جلسہ کئی پہلوؤں سے قادیان کی یاد دلانے والا تھا۔ میری خواہش یہی ہے کہ قادیان کا جلسہ ہر جماعت میں اسی طرح منعقد کیا جائے، انہی روایات کے ساتھ، انہی اعلیٰ نیک اور پاک نصیحتوں کا نمونہ بن کر آئے اور انہی اعلیٰ اور پاک نصیحتوں پر عمل کرنے کا نمونہ بن کر آئے۔ اگر ہر جلسہ ایسا ہو تو خدا کے فضل سے تمام ان ملکوں میں جہاں ایسے جلسے ہوتے ہیں جماعت کے آپس میں محبت کے رشتوں میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہونے کے سامان ہوں گے۔ اور اس پہلو سے تمام سالانہ جلسے جماعت کو آپس میں محبت میں باندھنے میں غیر معمولی کردار ادا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پہلے جلسے کی اغراض بیان فرمائی تھیں ان میں ایک یہ اہم غرض تھی کہ ان جلسوں کے ذریعے مختلف جگہوں کے احمدی آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ اس طرح مودت یعنی محبت کا رشتہ قائم ہو گا۔ ایک دوسرے کو سمجھیں گے، ایک دوسرے سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس طرح ایک عالمی برادری وجود میں آنے لگے گی۔ پس یہ ضروری ہے کہ ہر ملک میں اسی طرح کے جلسے انہی فوائد کو لئے ہوئے جماعت کے سامنے بار بار آتے رہیں اور اس طرح ایک ملکی سطح پر جب باہمی محبت کے رشتے بنیں گے تو ان ملکوں میں جو باہر سے لوگ جاتے ہیں وہ بھی ایک عالمی برادری کا احساس پیدا کرنے میں مزید ممد ثابت ہوں گے اور ہوتے ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں جب جلسے ہوتے ہیں تو افریقہ کے ارد گرد کے ممالک سے کچھ نمائندے پہنچتے ہیں۔ جب امریکہ میں جلسے ہوتے ہیں تو وہاں سے ارد گرد کے ممالک سے شامل ہونے والے احمدی پہنچتے ہیں۔ اگرچہ فاصلے وہاں بہت زیادہ ہیں مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی دکھائی دے ہی دیتا ہے۔ کوئی سرینام کا بھی نمائندہ مل جاتا ہے۔ کوئی گیانا کا نمائندہ بھی مل جاتا ہے۔ کوئی ٹرینیڈاڈ کا نمائندہ بھی مل جاتا ہے۔ غرضیکہ کینیڈا میں جلسہ ہو یا شمالی امریکہ میں ارد گرد کے ممالک کی نمائندگی ضرور ہوتی ہی رہتی ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت کا دائرہ مودت، باہم ایک دوسرے سے ملاقات کے سامان مہیا ہونے کے نتیجہ میں پہلے سے زیادہ گہرا ہوتا چلا جاتا ہے اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔

> ایک اہم بات جس کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور پھر اس کو زیادہ شدت کے ساتھ یاد دلانے کی ضرورت ہے وہ جلسے کے ایام میں نماز با جماعت کا قیام ہے

جو مضمون میں نے اس سے پہلے شروع کر رکھا ہے یہ بھی دراصل اسی مضمون کا حصہ ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں یعنی تمام دنیا میں ایک مضبوط احمدی بھائی چارہ اس معیار کا قائم کیا جائے جس معیار کا بھائی چارہ قرآن ہم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ جس معیار کا بھائی چارہ قرآن کریم کی زندہ مثال حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعہ چودہ سو سال پہلے بڑی کامیابی اور بڑی شان کے ساتھ مکے اور مدینے میں قائم ہوا تھا اور دیر تک ان تربیت یافتہ، باہمی محبت کے رشتوں میں بندھے ہوئے صحابہ کرام نے آگے پھر اس بھائی چارے کو پھیلایا اور مختلف ملکوں تک پہنچایا۔ اب دور یہ ہے کہ آخرین کے سپرد یہ ذمہ داری ہے۔ چودہ سو سال کے فاصلے بیچ میں حائل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ انتظام فرما دیا ہے کہ آخرین، اولین ہی کی طرح انہی سے اچھی ادائیں سیکھتے ہوئے، دل لبھانے والے انداز اپناتے ہوئے، تمام دنیا کو پھر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر جمع کریں گے اور جلسہ سالانہ کی روایات اس میں بہت ہی ممد ہیں۔

اب عنقریب آپ کے ہاں یعنی یو۔کے۔ میں بھی ایک جلسہ ہونے والا ہے اور یہ جلسہ عام جلسوں کے مقابل پر زیادہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی پہلو سے دور دراز سے لوگ اس جلسے میں ضرور شامل ہونے کے لئے آتے ہیں۔ محض میری شمولیت کی بات نہیں ورنہ میں تو جرمنی کے جلسوں میں بھی شامل ہوتا ہوں بعض دیگر یورپین ممالک میں بھی شامل ہوتا ہوں۔ امریکہ بھی جاتا ہوں۔ وہاں ارد گرد کے علاقوں سے تو لوگ پہنچ جاتے ہیں لیکن عالمی نمائندگی نہیں ہوتی۔ یہ وہ جلسہ ہے جو آنے والا ہے جس میں عالمی نمائندگی اسی انداز پر ہوتی ہے جس انداز پہ قادیان یا ربوہ کے جلسوں میں ہوا کرتی تھی۔ پس یو۔کے۔ کی جماعت کے لئے یہ بات بہت ہی مبارک ہے اور جتنی مبارک ہے اسی قدر ذمہ داریوں کو بھی بڑھاتی ہے اور میں خوش ہوں

اور مطمئن ہوں کہ یو۔ کے۔ کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو نہایت عمدگی سے نبھاتی چلی جارہی ہے اور امید ہے کہ آئندہ ہر سال زیادہ عمدگی سے ان ذمہ داریوں کو نبھاتی چلی جائے گی۔ پس آنے والے دنوں کے لئے ابھی سے تیاریاں کریں ابھی سے جائزے لیں کہ گزشتہ سالوں میں کیا کمی رہ گئی تھی۔ جسے پورا کرنے کے لئے ہمیں محنت کرنی چاہئے۔ اب غالباً تین ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔ اس عرصہ میں بہت سے کام ہونے والے باقی ہیں۔ ظاہری طور پر جو اسلام آباد کی سجاوٹ اور صفائی کے معاملات ہیں ان پر مسلسل توجہ دی جارہی ہے اور اس وقت بھی ٹیمیں کام کر رہی ہیں۔ خدام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی محنت سے دور دور سے آتے ہیں اور بہت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے ہیں۔ انصار بھی اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ لجنات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے دائرہ کار میں وہاں محنت کرتی ہیں اور اس حصے کو سجاتی اور ستھرا کرتی ہیں جہاں خواتین نے ٹھہرنا ہو۔ یہ کام تو ہوتے چلے آئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

میں خصوصیت سے جو آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ عالمی بھائی چارے کے حوالے سے میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ اکثر باہر سے آنے والے ہمیشہ یو۔ کے۔ کی جماعت کی خدمات اور اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر جاتے ہیں مگر امسال اس سے بھی زیادہ بہتر انداز میں ان کی خدمت کریں۔ ان کو اپنے حسن خلق سے اپنا گرویدہ بنائیں۔ ان کو اپنے قریب کریں تاکہ ہر آنے والا بعد میں فاصلے کے لحاظ سے دور ہو جائے مگر دلوں کے لحاظ سے اور بھی زیادہ قریب آجائے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ جہاں محبت ہو وہاں فاصلے بڑھنے کے باوجود دل اور زیادہ قربت محسوس کرتے ہیں اور ملنے کی بے چینی فاصلوں کے بڑھنے سے کم نہیں ہوتی اور محبت میں کمی آنے کی بجائے اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ پس اس پہلو سے چونکہ سب دنیا سے احمدی نمائندے آئیں گے میں چاہتا ہوں کہ یو۔ کے۔ کی جماعت کو اللہ اپنے فضل سے ایسے اعلیٰ اور پاک نمونے دکھانے اور قائم کرنے کی توفیق بخشے کہ تمام دنیا میں یہ آنے والے آپ کی محبت کی یادیں لے کر جائیں اور وہاں ایسے تذکرے کریں جن کے نتیجے میں ہر ملک میں جہاں نمائندگی ہو آپ کے انداز سیکھنے کی خواہش نہ صرف پیدا ہو بلکہ اس پر عمل کے پاک نمونے یہاں سے وہاں پہنچیں اور وہاں بھی ایسی ہی روایات کو فروغ ملے۔ ہر آنے والا جو مختلف ممالک سے آتا ہے اس میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے طور پر آتے ہیں اور اکثریت ایسوں کی ہے لیکن کچھ ایسے ہیں جو باقاعدہ جماعت کی نمائندگی میں یہاں آتے ہیں۔ جو لوگ جماعت کی نمائندگی میں یہاں آتے ہیں ان کو میری نصیحت ہے کہ پہلے سے اس بات کی تیاری کر کے آئیں کہ جو لوگ ان کے ملکوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ان کو بھی اخلاقی ضابطوں کے لحاظ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے کی تلقین کریں۔ اور ملکی نمائندہ جو بھی امیر کی طرف سے مقرر ہو ان ملکوں کے باشندے یہاں بھی ان کی اطاعت میں رہیں۔ اگرچہ یہ اطاعت ایک قسم کے جزوی دائرے میں ہوگی مگر اس کے باوجود ایسا ہونا ممکن ہے۔ یہ مراد نہیں کہ ان کے امیر کا جو نمائندہ یہاں مقرر ہوگا تمام اس ملک کے آنے والے ان کے تو ماتحت ہوں گے لیکن مقامی امیر سے آزاد ہوں گے۔ اس کا کوئی تصور اسلام میں یا نظام جماعت میں موجود نہیں۔ وہ تمام تر جس ملک میں جاتے ہیں اس ملک کی امارت کے تابع رہتے ہیں اور ان سے تعاون کرنا ان کا اولین فرض بن جاتا ہے لیکن جیسے ایک امیر کے تابع بہت سے شہر بہت سی جماعتیں ہوتی ہیں اور اپنے دائرہ کار میں وہ اپنے اپنے صدر یا اگر امیر ہے تو اس امیر کے تابع ہوتے ہیں اسی طرح جلسے پر آنے والے بھی اپنے دائرہ کار میں اپنے امیر کے تابع ہوتے ہیں مگر نظام جماعت کی عمومیت کے اعتبار سے وہ تمام کلیۃً مقامی امیر یعنی ملک کے امیر کے تابع رہتے ہیں اور یہی نظام ہے جو انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ پس اندرونی تنظیم کی خاطر ایک دوسرے کے اخلاق پر نظر رکھنے کے لئے ایک دوسرے کو اعلیٰ خلق کی تعلیم دینے کے لئے یہ ایک نیا پہلو ہے جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ تمام جلسے پر آنے والے اپنے اپنے ملک کے نمائندہ کے زیر نگرانی اپنے آپ کو منظم رکھیں۔ اور آپس میں نیک مشوروں کے لئے بھی بے شک وقت نکالیں تاکہ اس جلسے پر جو کچھ وہ سیکھیں واپس جا کر اپنے ملک میں اسے رائج کرنے کے لئے منظم طریق پر وہ ان باتوں کو دائرہ تحریر میں لائیں اور باقاعدہ ان کی طرف سے واپسی پر اپنے ملک کی مجلس عاملہ کے سامنے رپورٹ پیش ہو۔ اگرچہ بڑے بڑے ممالک میں تو پہلے ہی یہی رنگ اختیار کیا جاتا ہے مگر میرا اندازہ یہی ہے کہ چھوٹے ممالک میں ابھی، جلسے کو اس انداز پر قائم نہیں کیا جاتا یا منعقد نہیں کیا جاتا جو قادیان کی پاک روایتیں ہیں پس یہ نصیحت خصوصیت سے چھوٹے ممالک پر اطلاق پاتی ہے۔ ان کے نمائندے بھی خصوصیت سے اس بات کو زیر نظر رکھ کر آئیں، ذہن نشین کر کے آئیں کہ ہم نے یہاں جو سیکھنا ہے اسے واپس جا کر اپنے ملکوں میں رائج کرنا ہے تاکہ مرکزی جلسوں کے نمونے زیادہ سے زیادہ تعداد میں کل عالم میں پھیلیں اور قائم ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض و غائت میں یہ ایک اہم غرض و غائت ہے کہ اسے کسی قیمت پر بھی ثانوی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے اور اگر ان پاک روایات کو آپ ہمیشہ جاری رکھیں تو اس کے علاوہ آپ کو نظم و ضبط کے بھی نئے سلیقے ملتے ہیں اور ہر قسم کے کاموں میں انتظامات کا ایک ایسا تجربہ نصیب ہوتا ہے جو روزمرہ کی زندگی میں آپ کے ہر طرح سے کام آسکتا ہے اور جماعت کے کردار کی تخلیق میں بہت مدد دیتا ہے۔ جماعت کا ایک کردار ہے جس کا نہ کسی ملک سے تعلق ہے، نہ کسی قوم سے تعلق ہے، نہ کسی خاندان سے تعلق ہے۔ جماعت بحیثیت جماعت احمدیہ ایک اسلامی کردار کی حامل ہے اور یہی کردار در حقیقت آپ کا تشخص بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ یہی کردار ہے جس کے تشخص کو نمایاں کرنے کے نتیجے میں ایک عالمی برادری وجود میں آئے گی اور اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کردار کی تعمیر میں اور اس کے تشخص کو نمایاں کرنے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جس طرح مجلس شوریٰ ایک خاص دائرے میں خلافت کی نمائندہ اور دست و بازو بن جاتی ہے اسی طرح یہ جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کے قیام اور استحکام اور اس کے فوائد کو عام طور پر جاری کرنے میں بہت ہی ممد ثابت ہوتے ہیں۔ پس آنے والوں کے لئے یو۔ کے۔ کی جماعت محنت اور تیاری کرے اور اخلاقی لحاظ سے ہر شخص جو شامل ہونے والا ہے اور میری آواز کو سن رہا ہے وہ اپنا اور اپنے بچوں اور عزیزوں کا جائزہ لے اور دیکھے کہ پہلے اگر کچھ کمزوریاں تھیں تو امسال وہ کمزوریاں نہ ہوں۔

اس پہلو سے جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کرتا رہا ہوں مگر اکثر جلسے کے قریب کے خطبے میں بیان کرتا رہا ہوں مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر جلسے سے پہلے خطبے میں یہ باتیں بیان کی جائیں تو جس وسعت کے ساتھ انہیں پھیلانے کی ضرورت ہے اور جس گہرائی سے تنظیموں کا فرض ہے کہ ان کی نگرانی کریں اور عمل درآمد میں ممد اور مددگار ثابت ہوں ان کے پاس وقت نہیں رہتا اور باتیں سننے کے باوجود انفرادی طور پر تو کچھ لوگوں پر اس کا اثر پڑتا ہوگا اور فائدہ اٹھاتے ہوں گے مگر جماعتی لحاظ سے ان باتوں کو جاری کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تمام جماعت تک پہنچ چکی ہیں اور تمام خاندان اور افراد ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جلسے کے بہت قریب کے نتیجے میں ممکن نہیں رہتا۔ ایک اور پہلو یہ ہے کہ دور تک کی آواز پہلے تو بعض دفعہ مہینے یا دو مہینے بعد پہنچا کرتی تھی اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعہ خطبہ پہنچتا ہے تو ہر جگہ اس کا انتظام نہیں ہے۔ اس لئے ہر ملک کو کچھ موقع ملنا چاہئے کہ پیغام سن کر اپنی جماعت میں آنے والوں کا جائزہ لیں۔ ان سے رابطہ کریں۔ ان تک یہ بات پہنچائیں۔ پس جلسے سے معاً پہلے کے خطبے میں یہ باتیں بیان کرنا اس حد تک سود مند یعنی فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتیں جتنا کچھ عرصہ پہلے بیان کرنا فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ پس کینیڈا کے جلسے کے حوالے سے مجھے یہ خیال آیا کہ آج ہی آپ سے جلسہ سالانہ یو۔ کے۔ کے متعلق بھی چند باتیں کروں۔

> عبادت کے باجماعت ادا کرنے سے انفرادی عبادت کو تقویت ملتی ہے اور وہ بھی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے

ایک اہم بات جس کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور پھر اس کو زیادہ شدت کے ساتھ یاد دلانے کی ضرورت ہے وہ جلسے کے ایام میں نماز باجماعت کا قیام ہے۔ آنے والے مہمان بھی یکساں اس میں مخاطب ہیں اور یہاں خدمت کرنے والے بھی یکساں اس میں مخاطب ہیں۔ جلسے کے ہنگامے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر بعض دفعہ خدمت کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ خدمت تو ہم کر ہی رہے ہیں نمازیں بھی ہو جائیں گی گویا نمازیں ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں اور خدمت اولیت اختیار کر جاتی ہے۔ یہ وہ رجحان ہے جسے شدت سے توڑنے کی ضرورت ہے۔ نمازیں اول ہی رہتی ہیں سوا۔ اس کے کہ خدمت کے ایسے ہنگامے میں آئیں کہ فوری طور پر اس وقت ادا نہ کی جا سکیں۔ مگر اس سے بڑا ہنگامی وقت کیا ہو سکتا ہے جبکہ قومیں اپنی زندگی اور موت کے جہاد میں مصروف ہوں اور اس سے زیادہ یہ ہنگامہ کیسے اہمیت اختیار کر سکتا ہے کہ جب اس زندگی اور موت کی جدوجہد میں مرکزی حیثیت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاصل ہو۔ ایسی صورت میں بھی عین جنگ کے درمیان نماز باجماعت کے احترام کو اس شدت سے قائم کیا گیا کہ یہ خصوصی حکم دیا گیا۔ اس دوران اگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باجماعت نماز پڑھائیں تو شامل ہونے والے آدھی نماز پڑھ کر واپس جائیں تاکہ دوسروں کو موقع ملے کہ وہ آجائیں اور بقیہ آدھی نماز پیچھے پڑھ سکیں اور پھر باقی اپنی بقیہ نماز سب اپنے اپنے وقت پر جا کے پوری کریں۔ اس سے زیادہ نماز باجماعت کے قیام کی اہمیت کا اور کوئی نمونہ پیش کرنا ممکن نہیں۔ اور اس کی روشنی میں نماز باجماعت کی اہمیت کا اندازہ لگانا آسان نہیں بلکہ ایک پہلو سے مشکل ہو جاتا۔ یعنی معاملہ اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ عام انسان کی سوچ کی سطح سے بھی اوپر نکل جاتا ہے۔ اتنی زیادہ اہمیت نماز باجماعت کی کہ جہاد ہو رہا ہے، لڑائی جاری ہے اور سپاہی اپنے اپنے لڑنے کے مقام سے واپس آتے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے باجماعت ایک رکعت نماز پڑھتے ہیں اور کچھ انتظار کرتے ہیں کہ وہ پڑھ لیں تو پھر ہم واپس اپنی جگہوں پر جائیں۔ یہ جہاں معاملے کو آسان بناتا ہے وہاں مشکل بھی بنا دیتا ہے اور اسی حیرت انگیز خصوصی حکم کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ایک مشکل میرے ذہن میں بھی ابھرتی تھی۔ جس کا یہ حل سمجھ میں آیا کہ یہ حکم استثنائی طور پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے صحابہ کے تعلق کے نتیجے میں ہے۔

> تمام دنیا میں ایک مضبوط احمدی بھائی چارہ اس معیار کا قائم کیا جائے جس معیار کا بھائی چارہ قرآن کریم میں دیکھنا چاہتا ہے

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ جہاں شہادت سامنے کھڑی دکھائی دیتی تھی وہاں یہ خیال کہ ایک نماز آنحضورؐ پڑھا رہے ہوں اور ہم اس میں شمولیت سے محروم رہ جائیں اس قدر سوہان روح تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیار و محبت سے ان دلوں کی بیقراری کو دیکھا اور اس کا یہ حل تجویز فرمایا۔ ایک بہت ہی عظیم گواہی ہے صحابہ کے عشق پر بھی اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ان کے ایمان کی صداقت اور حقانیت پر کہ ایسے وقت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی واہی کبھی خدا کی طرف سے کسی کے حق میں نہیں دی گئی کہ عشاق کے دل پر نظر پڑے اور یہ حکم ہو کہ عین جنگ کے دوران لڑتے لڑتے تمہیں اجازت ہے کہ اپنی دلی تمناؤں کو پورا کرو اور اگر شہادت مقدر ہے، تو اس سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امامت میں ایک رکعت ہی سہی مگر ایک رکعت باجماعت ادا کرو۔ تو یہ تو اس پہلو کا حل ہے، جو میں نے کہا تھا کہ یہ معاملہ جہاں اہمیت کو آسان بناتا ہے وہاں مشکل بھی بنا کے دکھاتا ہے۔ پس میں نے غور کیا تو مجھے اس مشکل کا یہی حل دکھائی دیا مگر نماز باجماعت کی اہمیت اپنی جگہ اس سے سوائی باقی رہتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وقت کے ہنگامے ثانوی حیثیت رکھتے ہیں سوائے اس کے کہ ناممکن ہو جائے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض دفعہ سارا دن ایسا شدید ہنگامہ رہا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں یہ منظور نہیں تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس شدید مصروفیت کے وقت پانچ نمازیں الگ الگ پڑھ سکیں۔ پس ایک ایسے ہی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

نے پانچ نمازیں اکٹھی ایک دوسری کے بعد با جماعت پڑھائیں اور سب رفقاء کار نے اس میں شرکت کی، سب صحابہؓ نے شرکت کی۔ اور وہ موقع ہے جب آپ نے ان ظالموں کو بد دعا دی کہ لعنت ہو ان پر جن کی وجہ سے ہمیں نمازیں وقت کے بعد پڑھنی پڑیں۔ ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منہ سے بد دعا کے کلمات نہیں نکلا کرتے تھے۔ اس سے بھی وقت پر نماز پڑھنے اور با جماعت پڑھنے کی اہمیت کا آپ کو اندازہ ہو گا مگر مرور زمانہ سے رفتہ رفتہ مسلمانوں میں سے با جماعت نماز کے اہتمام کا تصور مٹتا جا رہا ہے اور انفرادی نماز ہی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

جہاں انفرادی نماز کو کافی سمجھا جائے وہاں انفرادی نماز بھی رفتہ رفتہ اٹھنا شروع ہو جاتی ہے اور معاشرے میں انفرادی نماز ادا کرنے والے بھی تھوڑے رہ جاتے ہیں کیونکہ درحقیقت انفرادی نماز کی با جماعت نماز حفاظت کرتی ہے۔ اگر با جماعت نماز کو اہمیت دی جائے اور شدت سے قائم کیا جائے تو نماز قائم کرنے کا دوسرا مفہوم بھی اس میں داخل ہے۔ اول قیام نماز سے مراد یہ ہے کہ با جماعت نماز پڑھی جائے۔ اصل حق عبادت کا تب ادا ہوتا ہے کہ تمام جماعت مل کر خدا کے حضور حاضر ہو اور اسی پہلو سے "ایاک نعبد وایاک نستعین" میں "ہم" کے لفظ سے خدا کے حضور گزارش کی جاتی ہے جس میں با جماعت کا تصور شامل اور داخل ہے ورنہ انفرادی نماز میں تو "ایاک اعبد وایاک استعین" کہا جا سکتا تھا۔ پس با جماعت نماز ایک گہرا فلسفہ رکھتی ہے اور یہ وہ طریق عبادت ہے جس کے نتیجے میں حقیقت میں عبادت خدا کے حضور قائم ہوتی ہے۔ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ دوسرا مفہوم قیام عبادت کا میں نے جیسا کہ اشارہ کیا ہے وہ یہ تھا کہ عبادت کے با جماعت ادا کرنے سے انفرادی عبادت کو تقویت ملتی ہے اور وہ بھی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے کیونکہ جتنے با جماعت نماز پڑھنے والے ہیں وہ گھروں سے رخصت ہوتے وقت بھی گھروں میں عبادت کر کے جاتے ہیں۔ واپس آتے وقت بھی ایک معین وقت پر عبادت کرتے ہیں اور وہ خاص ایسے معین وقت ہیں جب کہ اہل خانہ اور بچے ان کو دیکھتے ہیں اور نمازوں کی اہمیت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ جو لوگ با جماعت نماز کے لئے پانچ وقت گھروں کو نہیں چھوڑتے وہ انفرادی طور پر پڑھتے بھی ہیں تو اپنی مرضی اور اپنے وقت سے پڑھتے ہیں اور ضروری نہیں کہ ایک خاندان والے اس کو خصوصیت سے دیکھیں اور اس عبادت کا ان کے دل پر گہرا اثر پڑے۔ لیکن نظام کے ساتھ، پابندی کے ساتھ، عین معین وقت پر، ان کا اپنے گھروں اور آراموں سے جدا ہو کر باہر نکل جانا اور جانے سے پہلے کچھ نماز پڑھنا پھر واپسی پر کچھ نماز پڑھنا، یہ ایسی یادیں ہیں جو بچپن ہی میں ذہن اور دل کے پردوں پر ثبت ہو جاتی ہیں۔ اور ایسی اولادیں جو اپنے باپوں، بھائیوں وغیرہ کو ایسا کرتے دیکھتی ہیں ان کے لئے ممکن نہیں کہ اس یاد کو بھلا سکیں اور اس کے نتیجے میں نماز کی اہمیت ہمیشہ کے آئندہ نسلوں کے دلوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ پس اس پہلو سے بھی یہ ایک بہت ہی اہم شعبہ ہے یعنی اہم حکم الٰہی ہے جس کی پابندی ضروری ہے۔ ہماری روحانی زندگی کا ایک مرکزی ستون ہے جس کے بغیر روحانی زندگی کی عمارت قائم ہی نہیں رہ سکتی۔

پس جلسوں میں بھی اس کو شدت کے ساتھ قائم کرنا، ایک اہم ترین ضرورت ہے اور اس پہلو سے بھی ضروری ہے کہ جلسوں پر عام طور پر صرف احمدی ہی نہیں بلکہ بعض غیر احمدی، بعض غیر مسلم بھی شامل ہوتے ہیں اور وہ عمومی طور پر آپ کا ایک جائزہ لے رہے ہوتے ہیں اور اس جائزے کے نتیجے میں یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ کیا اس لائق ہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوا جائے یا نہ ہوا جائے۔ ایسے موقعوں پر آپ کی بے اعتنائیاں، ان کے دلوں پر منفی اثر قائم کرتی ہیں۔ اور عبادت کا ذوق شوق ان کے دلوں کو احمدیت کی صداقت کا پہلے سے بڑھ کر قائل کر دیتا ہے اور جن جگہوں میں بھی عبادت ذوق شوق سے ادا کی جائے بعض لوگ ان یادوں کو ہمیشہ احترام سے دیکھتے ہیں اگرچہ احمدی ہونے کی توفیق نہ بھی ملے تو ہمیشہ ان کا ذکر پیار اور محبت سے کرتے ہیں۔ پس بہت سے غیر احمدی اخباروں کے نمائندے یا دیگر اپنی اپنی جگہوں میں اہمیت رکھنے والے سردار جب قادیان آیا کرتے تھے تو واپسی پر جب وہ تبصرے لکھتے تھے اور بہت سے ان کے تبصرے اخباروں میں چھپے ہوئے بھی موجود ہیں۔ ایک چیز کا وہ نمایاں طور پر ذکر کرتے تھے۔ کہ وہ عجیب قوم ہے کہ ادھر نماز کا وقت ہوا ادھر سارا شہر خاموش ہو گیا اور مسجدیں جاگ اٹھیں اور مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ جو مسجدوں میں جگہ نہیں پا سکتے تھے وہ باہر گلیوں میں کھڑے ہو کر نمازیں ادا کرتے تھے اور حیرت انگیز طور پر انہوں نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا اور یہ گواہی دی کہ خدا کی عبادت کو قائم کرنے والے اگر کسی نے دیکھنے ہیں تو قادیان جا کر دیکھے۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ قادیان کی نقلیں کی جائیں تو یہ وہ نقل ہے جو سب سے زیادہ اہم ہے۔ پس اس جلسے پر بھی نماز با جماعت کو قائم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ یو۔ کے۔ کی جماعت کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا کیونکہ یہاں ابھی بھی نئی نسلوں میں کچھ کمزوریاں پائی جاتی ہیں جو عبادت کے لحاظ سے کافی توجہ طلب ہیں اور بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں نوجوان رفتہ رفتہ اخلاص تو رکھتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کا اخلاص ابھی گہرے عمل کی صورت میں ڈھلا نہیں۔ بہت اچھا موقعہ ہے کہ جلسہ پر ان کی تربیت کی جائے اور اخلاص کو جس طرح اعمال میں ڈھالنے کی ضرورت ہے اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے اور یہ فائدہ اٹھانے کے دن ابھی شروع ہو چکے ہیں۔ اس لحاظ سے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کی جتنی ٹیمیں وہاں خدمت خلق کے لئے پہنچتی ہیں ان پر ابھی سے نماز با جماعت کے قیام کی اہمیت واضح کرنا انتہائی ضروری ہے۔ پانچوں وقت نمازیں وقت کے اوپر با جماعت ادا ہونی چاہئیں اور تمام کام کرنے والے اپنے کام چھوڑ کر وقت پر نماز کے لئے حاضر ہو جایا کریں۔ یہ چند دن جو ان کو تربیت کے ملیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں میں ایک نقش دوام کا کام کریں گے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ وہ سیکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر آئندہ بھی ان پر عمل جاری رکھیں گے۔ پس یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ جلسے کی تیاری کے دوران بھی نماز با جماعت کے قیام کو اہمیت دی جائے اور جلسے کے دنوں میں بھی ان کے ذہنوں اور دلوں پر یہ بات اچھی طرح ثبت کر دی جائے کہ اس دوران بھی آپ نے نماز سے روگردانی نہیں کرنی۔

> تمام دنیا کے احمدیوں کو میری نصیحت ہے کہ اپنی نئی نسل
> کے لڑکوں اور لڑکیوں کے سوالات خصوصیت سے یہاں
> خصوصاً پیدا کریں ہر ایک عالمی مجلس سوال و جواب کے ذریعہ
> ان کے سوالات کے براہ راست جواب دیئے جا سکیں

وہ لوگ جو انتظاموں میں ایسے وقت میں مصروف ہوتے ہیں کہ مجبوری ہے اس وقت مہمانوں کا اتنا زور ہوتا ہے مثلاً روٹی کی تقسیم، سالن کی تقسیم اور اس قسم کے کام ہیں کہ اس وقت فوری طور پر نماز با جماعت ادا نہیں کی جا سکتی۔ ان کے افسران کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گزشتہ تجربے کی رو سے ابھی سے وہ پروگرام بنائیں اور جلسے کے پروگراموں میں ان پروگراموں کو مستقل جگہ دی جائے اور وہ اپنی اپنی امارتوں میں یہ باقاعدہ رپورٹ پیش کریں یا یوں کہنا چاہئے افسر جلسہ گاہ یا افسر جلسہ سالانہ کے سامنے باقاعدہ یہ رپورٹ بھی پیش کریں کہ ہم نے نمازوں کے متعلق یہ منصوبہ بنایا ہے، اس طریق پر عمل ہو گا۔ ہمارے اتنے فیصد کارکنان باقاعدہ مرکزی با جماعت نماز میں حصہ لیں سکیں گے۔ اور اتنے فیصد کے لئے ہم نے اپنے تجربے کی رو سے یہ یہ وقت مقرر کئے ہیں۔ اگر اس کو بھی آئندہ جلسہ سالانہ کے پروگراموں کا ایک مستقل حصہ بنا لیا جائے تو پھر یہ بات ہمیشہ وقت پر خود بخود یاد آ جایا کرے گی۔ ضروری نہیں کہ ہر جلسے سے پہلے خلیفہ وقت ان باتوں کو ہمیشہ دہرائے، نہ یہ ضروری ہے کہ آئندہ خلفاء بھی اسی طریق پر ان باتوں کو دہراتے رہیں مگر وہ چیزیں جو نظام کا حصہ بن کر نقشے میں داخل ہو جایا کرتی ہیں وہ از خود موقع کے اوپر یاد آ جایا کرتی ہیں۔ پس یہ وہ نئی بات ہے جو میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کے سالانہ جلسوں کے انتظامات میں داخل کر دی جائے کہ ہر افسر جو کسی شعبے کا انچارج ہے وہ اپنے شعبے میں کام کرنے والوں کے لئے نماز با جماعت کے قیام کے لئے جو بھی منصوبہ بناتا ہے اس کی تحریری رپورٹ وہ اپنے افسر کو پیش کرے اور اس طرح جلسے کی جو اجتماعی کمیٹی ہے اس کے سامنے بھی یہ بات پیش کر دی جائے کہ ہم اس سال نماز کے قیام کے سلسلے میں یہ یہ اقدامات کریں گے۔ خصوصیت کے ساتھ اس میں صبح کی نماز بہت اہمیت رکھتی ہے۔ صبح کی نماز کے وقت حاضری ظہر یا عصر کی نماز سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ انتظامات کے لحاظ سے سب سے کم دباؤ صبح کی نماز کے وقت ہوتا ہے اکثر انتظامات ابھی چل نہیں رہے ہوتے۔ وہ جو رات کے وقت آرام کے لئے ٹھہرتے ہیں وہ صبح کی نماز کے وقت ابھی دوبارہ اٹھ کر اپنے قدموں چلنا شروع نہیں کرتے اور بہترین وقت ہے کہ نمازوں کی حاضری اس وقت سب سے زیادہ ہو لیکن میرا مشاہدہ یہ ہے کہ نمازوں کی حاضری اس وقت سب سے کم ہوا کرتی تھی۔ لیکن جب مثلاً جرمنی میں بھی اور یہاں بھی توجہ دلائی گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بہت نیک نتیجہ ظاہر ہوا۔

کم اور زیادہ کی بحث میں ایک بات ہے جو پیش نظر رہنی چاہئے۔ ظہر اور عصر اور مغرب کی نمازیں اس لئے زیادہ نمازیوں سے بھرتی ہیں کہ بہت سے بیرونی مہمان جو باہر ٹھہرے ہوئے ہیں یا مقامی لوگ جو باہر ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو آنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لئے اس استثناء کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور میں جو بات آپ سے کہہ رہا ہوں اس کو پیش نظر رکھ کر کہہ رہا ہوں۔ یعنی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنی حاضری ہوتی ہے یعنی دوپہر وغیرہ کو، اتنی ہی صبح ممکن ہے۔ ممکن نہیں ہے مگر جو موجود ہیں ان کے لحاظ سے میں یہ بات کر رہا ہوں۔ تناسب کے لحاظ سے ان کی حاضری صبح گر جاتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو شاید یہ ہے کہ جیسے ان دنوں میں مہمان دیر تک چرچے یا آپس میں باتیں کرتے، مجلسیں لگاتے اور سمجھتے ہیں کہ جلسے کے مزے پورے لوٹنے میں تقریریں ختم ہونے کے بعد کا دور جو ہے وہ بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تقریریں تو سن لیتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر جلسے میں شمولیت کا فائدہ کوئی نہیں۔ لیکن جو مزے اٹھائے ہیں وہ تقریروں کے بعد اٹھاتے ہیں (یعنی بعض لوگ) اور یہ پھر ٹولوں کی صورت میں خوب سیریں کرتے پھرتے، کہیں کباب خریدتے، کہیں تکے کھاتے، کہیں سے سموسے لیتے اور کھانے میں جو کمی ہے اس کو پورا کرتے، بچے بھی خوب پھرتے اور پھر گھروں میں یہ مجالس لگاتے، ایک دوسرے کے کیمپوں میں جا کے بیٹھتے ہیں۔ اچھا نیک مشغلہ ہے اس میں کوئی برائی نہیں، ان کا حق ہے ذرا Relax ہوں اور جو دوسرے جلسے کے فوائد ہیں ان کے پیش نظر آپس میں مل جل کر محبت بڑھائیں۔ لیکن وہ ساری محبتیں جو آپس میں بڑھیں اور خدا کی محبت میں حائل ہو جائیں وہ محبتیں محبت کہلانے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ ہمیں تو للّٰہی محبت کا حکم ہے۔ پس وہ ساری مجالس جو رات دیر تک چلتی ہیں اگر صبح کے وقت کی نماز میں حائل ہو جائیں تو وہ نیکی کا سب کردار کھو بیٹھتی ہیں اور وہ مسلمانوں کی مجالس کہلانے کی مستحق نہیں رہتیں۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس بات کو سخت ناپسند فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد گپوں کی لمبی مجلسیں چلیں جو تہجد اور صبح کی نماز میں حائل ہو جاتی ہیں۔ پس اگر آپ کی مجلسیں جو ان ہنگامی دنوں میں ایک دلچسپ مجبوری بھی ہیں ضرور جاری رہتی ہیں تو اس شرط پر جاری رہیں کہ صبح کی نماز میں کسی قیمت پر حائل نہیں ہوں گی۔ اگر زیادہ دیر جاگے ہوئے ہو گئی ہے تو پھر سونے میں دیر کر دیں اور صبح کی نماز پڑھ کر جلسے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹے آرام کر لیں اور اگر یہ طاقت نہیں تو پھر آپ کو رات دیر تک جاگنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ پھر اپنے وقت پر سونا لازم ہے مگر جو بھی ہو صبح کی نماز آپ کی دیگر دلچسپیوں سے کسی قیمت پر متاثر نہیں ہونی چاہئے۔ جو خدمت کرنے والے ہیں ان کی بھی ایک نفسیات ہے۔ وہ سمجھتے ہیں رات ہم نے خوب خدمتیں کی ہیں اب ذرا آرام کر لیں یہی تو وقت آرام کا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صبح کے وقت کے آرام کا جو مزہ ہے وہ ساری رات کے دوسرے آرام کا نہیں۔ شیطان نے اس میں ایسی لذت رکھ دی ہے کہ ضرور دخل دیتا ہے اور آدمی کو کہتا ہے کہ دیکھو اب تو مزہ آ رہا ہے نیند کا، اب کونسا اٹھنے کا وقت ہے حالانکہ وہی وقت ہے اٹھنے کا۔ جو اس وقت اٹھتا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ میں نے اب اپنے سب آراموں کو خدا کی خاطر ایک طرف پھینک دیا ہے اور

> میری خواہش یہی ہے کہ قادیان کا جلسہ ہر جماعت میں
> اسی طرح منعقد کیا جائے اسی روایات کے ساتھ، اسی
> اعلیٰ تہذیب اور پاک نصیحتوں کا نمونہ بن کر آئے اور اسی
> اعلیٰ اور پاک نصیحتوں پر عمل کا نمونہ بن کر آئے

وہ ترک کر کے میں اللہ کے حضور حاضر ہونے لگا ہوں۔ جو لطف ایسے اٹھنے کا ہے وہ کسی اور اٹھنے میں نہیں۔ پس خدمت کرنے والوں کو بھی میری نصیحت ہے کہ یہ عذر یا احسان پیش نظر نہ رکھیں کہ آپ نے خدمت کی ہے اس لئے صبح کی نماز ترک کرنے کا حق مل گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا جبکہ قوم سارا دن جہاد کی محنت اور مشقت کے بعد سخت تھکی ہوئی تھی اور سفر کی صعوبت بھی اس پر اضافہ تھی کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بڑے پیار سے دیکھا ہے جو خصوصیت سے وقت پر عبادت کے لئے اٹھے تھے۔ جب دنیا کی محنتیں یا بدنی محنتیں اتنی بڑھ جائیں کہ اس وقت نماز کے لئے اٹھنا سب سے زیادہ دوبھر ہو، وہی وقت ہے اللہ تعالیٰ کی محبت جیتنے کا، وہی تو وقت ہے خصوصیت سے اس کی نظر میں آ جانے کا۔ پس خدمت کرنے والوں کی خدمتیں بھی تو اسی طرح قبول ہوں گی کہ وہ ایسی نمازوں کا حق ادا کریں جو بڑی مشکل ہو جاتی ہیں اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کی ساری خدمتیں عبادت بن جائیں گی۔ اور اس سے اچھا اور کوئی سودا نہیں۔ پس نظام جماعت کو بھی اس بات میں ممد ہونا چاہئے کہ یہ یاد دہانیاں سب کارکنوں کو ہوتی رہیں اور یہ دیکھا جائے کہ کسی نظام میں ضرورت سے زیادہ آدمی خدمت کے لئے موجود نہ رہیں۔ سب سے کم خدمت پر مامور ہونے کا وقت نمازوں کے قیام کا وقت ہے۔ اور یہ سبق بھی ہمیں اسی مثال سے ملتا ہے جو میں نے جہاد کی مثال آپ کے سامنے رکھی کہ عین جہاد کے دوران قرآن کریم نے نماز با جماعت کا ارشاد فرمایا ہے اور جگہ چھوڑ کر نماز کے لئے آنے کا حکم ہے۔ پس اگر جہاد کی دفاعی ضرورت کے وقت بھی جگہ کو چھوڑ کر تعداد کو نصف کیا جا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ جلسے کے انتظامات میں نمازوں کے قیام کے وقت کم سے کم کارکنان نہ رکھے جائیں جن کے بغیر کام چلنا ممکن نہ ہو اور جو رکھے جائیں ان کے لئے وہاں نمازوں کا انتظام ہونا چاہئے۔ پس جو پہروں کی ٹولیاں بعض جگہ بیٹھتی ہیں وہاں ان کے مرکز قائم ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے وقت خصوصیت سے کم سے کم ضروری نگران موجود رہیں، اور باقی سب نماز پہ پہنچیں۔ جب وہ آ جائیں تو پھر جو موجود ہیں وہ وہاں اپنی اپنی با جماعت نماز پڑھیں۔ تو اس لحاظ سے یہ جلسہ ایک مستقل نماز با جماعت کے قیام کا انداز سکھانے والا جلسہ بن جائے اور جو میں نے نصیحت تمام دنیا کی جماعتوں کو کی ہے اس نصیحت کی بہترین مثال یو۔کے۔ کی جماعت پیش کرے اور اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ساری نمازیں جو اس کے نتیجہ میں باہر ادا کی جائیں گی ان کی جزا میں بھی اللہ تعالیٰ یو۔کے۔ کی جماعت کو شامل فرمالے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نیکیاں جاری کرنے والوں کے لئے یہی خوش خبری عطا فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ نیکیاں جاری کرتے ہیں جب تک وہ نیکیاں جاری رہتی ہیں ان نیکیوں کے کرنے والوں کے اعمال کی جزاء میں اللہ تعالیٰ نیکیاں جاری کرنے والوں کو بھی حصہ دیتا چلا جاتا ہے مگر جو نیکیاں کرتا ہے اس کی جزاء میں سے کچھ کاٹتا نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ لامتناہی قوتوں کا مالک ہے اس کے پاس کوئی کمی نہیں ہے۔ پس جو نیکیاں آپ کے ذریعے آئندہ مختلف ملکوں میں قائم ہونگی۔ یعنی یو۔کے۔ جماعت کی بہترین مثالوں کے ذریعے، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ میں میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ نیکیاں جاری کرنے والے اپنا اجر بھی پائیں گے اور انتہائی اجر خدا تعالیٰ آپ کے حصے میں بھی لکھتا چلا جائے گا۔ پس بہترین موقع ہے کہ اپنی نیکیوں کے مددگار تمام دنیا میں پیدا کر دیں اور ان نیکیوں کی جزائیں آپ کو بخشنے والے تمام دنیا میں پیدا ہو جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

جہاں تک عمومی حسن خلق کا تعلق ہے وہ تو کسی اور بیان کا محتاج نہیں۔ میرے تمام خطبات آج کل اسی موضوع پر چل رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبات میں بھی یہ مضمون جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور جماعت احمدیہ کو ایک "امت واحدہ" بنانے میں ہم سب کو بہترین کردار ادا کرنے کی توفیق عطا ہو۔ السلام علیکم۔

> میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کے جلسوں کے انتظامات میں
> یہ بات داخل کر دی جائے کہ ہر افسر جو کسی شعبے کا
> انچارج ہے وہ اپنے شعبے میں کام کرنے والوں کے لئے
> نماز با جماعت کے قیام کے لئے جو بھی منصوبہ بنانا ہے
> اس کی تحریری رپورٹ وہ اپنے افسر کو پیش کرے

★★★★★★★★★★★★★★★★★★

آئینہ پاکستان

پاکستان میں ذاتی و سیاسی مفاد کیلئے مذہب کی توہین کے من مانے الزامات لگا دینا عام بات، کسی میں مخالفت کی ہمت نہیں

اسلام آباد۔ 13 اگست (اے این آئی)۔ پاکستان میں توہین مذہب کا الزام من مانے طور پر لگایا جاتا ہے۔ جو یا تو کسی شخص کے مذہب کی بنا پر یا ذاتی عداوتوں کے باعث لگایا جاتا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ایک رپورٹ جس کا عنوان "پاکستان توہینی قوانین کا جائز و ناجائز استعمال" ہے۔ میں کہا گیا کہ توہین عدالت کا الزام خوفزدہ کرنے اور اقلیتی مذاہب سے تعلق رکھنے والے فرقوں یا اختلاف رائے رکھنے والے اکثریتی فرقہ کے لوگوں کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق سماعت کی کارروائیاں سماعت سے پہلے کا طریقہ کار، بین الاقوامی انصاف کے سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہے۔ اسوقت تک جن دو لوگوں کو موت کی سزا سنائی گئی ہے ان کی اپیلیں ابھی التوا میں ہیں۔ لیکن آج تک عدالت کے ذریعہ کسی کو بھی سزا نہیں ملی ہے۔

کم از کم چار عیسائی جن پر توہین مذہب کا الزام تھا ہلاک ہو گئے۔ ایک پراسرار حالات میں جیل میں مر گیا۔ اور تین کو بندوق بردار حملہ آوروں نے قتل کر دیا۔ اس رپورٹ میں کچھ مثالیں دی گئی ہیں۔ مثلاً

جیسا 15 اپریل 1994 کو پیش آیا جب ایک عیسائی منظور مسیح، جس پر توہین مذہب کا الزام عائد کیا گیا تھا کو لاہور میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے دو ساتھی ملزم اور ایک پولیس کا گارڈ زخمی ہو گئے۔ ایک مسلمان جو دیسی علاج کیا کرتا تھا کو سنگسار کیا گیا کیونکہ اس پر قرآن کے ورق جلانے کا الزام تھا۔ کئی حالات میں کسی مذہبی اقلیت کے ساتھ عداوت اور رنجش، پیشہ ورانہ شرارت یا اقتصادی دشمنی یا سیاسی مفاد حاصل کرنے کیلئے توہین مذہب کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور نتیجہ کے طور پر بہت سارے ملزم جن کے خلاف توہین مذہب کا الزام ہے، اپنی ضمیر کے قیدی ہیں۔ اور ان کو آزادی خیال و آزادی مذہب و ضمیر کے خلاف گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اگرچہ ملزموں کی بڑی تعداد احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کی ہے عیسائی لوگوں پر بھی توہین مذہب کے الزامات مڑھے ہیں رپورٹ میں ایک ان پڑھ 13 سالہ لڑکے کی مثال دی گئی ہے جس کے خلاف الزام ہے کہ اس نے مسجد کی دیواروں پر توہین آمیز الفاظ لکھے۔ اور یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ وہ لڑکا ان پڑھ ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایک اہم بات یہ ہے کہ ان الزامات کو استغاثہ بلا کسی اختلاف اور جوں کا توں تسلیم کرتا ہے کیونکہ انہیں خود خوفزدہ کئے جانے کا ڈر رہتا ہے حراست میں بد سلوکی عام بات ہے کیونکہ اسے جذباتی طور مشتعل کیا جاتا ہے۔ اور اس کی خوب تشہیر کی جاتی ہے اور ملزم کو بدنام کیا جاتا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی شدید تشویش کا اظہار اس بات کے لئے کیا ہے کہ مذہبی اقلیتوں کے خلاف یا مذہبی بنیاد پر لگائے گئے الزامات کے خلاف نہ سرکار نے اور نہ اپوزیشن پارٹیوں نے اعتراض کیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ سرکار نے مذہبی اقلیتوں کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے یہ بات رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ (ہند سماچار ۱۴ر اگست ۹۴ء)

پاکستان میں شیعوں کے خلاف سنیوں کا مظاہرہ

جنرل ضیا اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا ریاکار گھر میں دوستوں کو شراب پلاتا باہر شراب نوشوں کو کوڑے مارتا تھا

یحییٰ بختیار کا بیان بھٹو کو سزا یافتہ اور ضیا کو شہید قرار دینے کیلئے نواز شریف پر شدید نکتہ چینی

مہاشہ راجپال کے قاتل علم دین کا بھی حوالہ۔ ضیا نے قومی دولت لوٹی پاکستان میں ہیروئین و کلاشنکوف کلچر لایا

لاہور (نوائے وقت) ستمبر سابق اٹارنی جنرل سینیٹر یحییٰ بختیار نے قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر اور مسلم لیگ کے سربراہ میاں نواز شریف کے ان بیانات پر کڑی نکتہ چینی کی ہے جن میں انہوں نے جنرل ضیا الحق کی برسی کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہیں حقیقی شہید اور بھٹو کو عدالت سے سزا یافتہ قرار دیا تھا ججوں کی تقریروں کو سیاسی تقریریاں قرار دیا اور پاکستان کے پاس ایٹم بم کی موجودگی کا اعلان کیا گزشتہ روز یہاں جاری کئے گئے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ لاہور سے تعلق رکھنے والے میاں نواز شریف ایک تعلیم یافتہ شخص ہیں وہ پنجاب کے وزیر اور پھر سب سے بڑے صوبہ کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اگر میں بھول نہیں رہا تو یہ میاں صاحب کے وزیر اعلیٰ کے دور کی بات ہے جب فیروز پور روڈ کا نام بدل کر غازی علم دین شہید روڈ رکھا گیا اسلام آباد میں بھی ایک سرکاری عمارت کا نام بھی غازی علم دین شہید لاج رکھا گیا ہے کیا میاں صاحب جانتے ہیں کہ یہ علم دین کون تھا اسی علم دین کو لاہور ہائی کورٹ نے قتل کا مجرم گردانتے ہوئے سزا موت کا حکم سنایا تھا اور اسی عدالت نے ذوالفقار علی بھٹو کی بھی سزا سنائی۔ علم دین کو قاتل کی حیثیت سے پھانسی دی گئی لیکن اس شخص کا جنازہ ایک تاریخی جنازہ تھا۔ علم دین نے راجپال کو قتل کیا تھا جس نے رسول اکرم کے بارے میں توہین آمیز کتاب لکھی تھی مسٹر یحییٰ بختیار نے اپنے بیان میں کہا کہ کراچی میں بھی ایک شخص عبدالقیوم کو ایک گستاخ رسول نا تھورام کے قتل کے جرم میں عدالت نے سزائے موت سنائی جسے بعد ازاں پھانسی دے دی گئی لیکن مسلمانوں کے نزدیک یہ شخص شہید ہے۔ بھارت میں بھی ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں ایک شخص عبدالرشید کو بھارتی عدالتوں نے سزائے موت سنائی لیکن مسلمان اس شخص کو شہید گردانتے ہیں مسٹر یحییٰ بختیار نے کہا کہ اسلامی تعلیمات کے کسی بھی حوالے سے جنرل ضیا کو شہید قرار نہیں دیا جا سکتا جنرل ضیا ایک ڈکٹیٹر ظالم اذیت پسند اور اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا منافق شخص تھا یہ شخص اپنی رہائش گاہ پر اپنے دوستوں اور ہم پیشہ افراد کو شراب پیش کیا کرتا تھا لیکن دوسری طرف شراب پینے والوں کو کوڑے مرواتا اور ان کے چہرے کالے کرواتا تھا اس نے قومی دولت کو خوب لوٹا اور اختیارات کا جی بھر کر ناجائز استعمال کیا بلاشبہ یہ شخص میاں صاحب کا محسن تھا لیکن اسے شاندار خراج عقیدت پیش کرنا قوم کے سامنے حقیقی شہید بنا کر پیش کرنے سے میاں صاحب کی سوجھ بوجھ اور شخصیات و واقعات کے بارے میں ان کی بصیرت کے بارے میں افسوسناک تاثرات پیدا ہوتے ہیں میاں صاحب جانتے ہیں کہ ضیا الحق نے اپنے محسن ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کیا اور دس سال سے زائد عرصے تک پوری قوم کو دہشت زدہ کرتا رہا

مسٹر یحییٰ بختیار نے کہا کہ افغان جہاد کی مدد کے نام پر جنرل ضیا الحق نے ملک میں ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر متعارف کرایا اس نے ارادتاً یا غیر ارادتاً کبھی اپنی زندگی خدا کی خوشنودی کے لئے وقف نہیں کی اور بالآخر ایک فضائی حادثے میں اس کی زندگی کا خاتمہ کیا۔ میاں صاحب کو ایک حق حاصل ہے کہ وہ اپنے محسن کی قبر پر جائیں اور ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کریں لیکن میاں صاحب جنرل ضیا الحق کو قوم کے سامنے حقیقی شہید کی حیثیت سے پیش کر کے ایک سنگین غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اس طرح وہ صرف خود کو بلکہ اپنے سیاسی کیریئر کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں مسٹر یحییٰ بختیار نے اپنے بیان میں کہا۔ میری رائے میں میاں صاحب کی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں ججوں کی تقریروں پر تنقید قطعی بلا جواز ہے میاں صاحب کے اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں کہ بعض مقرر کئے گئے ججوں کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے میں پیپلز پارٹی کی حمایت نہیں کرتا اور نہ ہی میرا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے

(ہند سماچار ۱۰/۹/۹۴)

تبلیغی و تربیتی مساعی

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کا ۲۰واں سالانہ اجتماع

بفضلہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کا ۲۰واں سالانہ اجتماع ۵۔ ۴ جون کو تارا کوٹ میں منعقد ہوا جس میں صوبہ بھر کی مجالس سے بھاری تعداد میں انصار خدام و اطفال نے شرکت کی۔ اجتماع کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے خصوصی پیغام بھی ارسال فرمایا اور ۳ جون کے خطبہ جمعہ میں۔ ایم ٹی اے پر اس کا اعلان فرمایا۔ اس اجتماع میں محترم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔

افتتاحی تقریب ۴ر جون کو صبح ۸.۳۰ بجے تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کا پرچم بھی لہرایا گیا نظم خوانی کے بعد حضور انور کا پیغام سنایا گیا سالانہ رپورٹ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے بعد محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خطاب فرمایا اجتماع کے موقعہ پر خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے افراد کو انعامات دیئے گئے حسن کارگذاری کے لحاظ سے صوبہ بھر کی مجالس میں خدام الاحمدیہ سوسٹی بنی مائنز اور اطفال الاحمدیہ میں سے مجلس کیرنگ اول قرار پائی

(لیاقت علی خان قائد علاقائی اڑیسہ)

مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ آندھرا پردیش کا ۱۳واں سالانہ اجتماع نیز جلسہ یوم پیشوایان مذاہب

الحمد للہ مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ آندھرا پردیش کا ۱۳واں دو روزہ سالانہ اجتماع ۱۲-۱۱ جون کو پالاکرتی علاقہ وارنگل میں منعقد ہوا مجلس خدام الاحمدیہ آندھرا پردیش کی یہ روایت ہے کہ ہر سال سالانہ اجتماعات مختلف مقامات پر منعقد کرتی ہے۔ امسال علاقہ وارنگل کا انتخاب کیا گیا جہاں گذشتہ دہاکے میں ہی احمدیت کا پودا لگا ہے پالاکرتی بھی اسی علاقہ کی نئی جماعت ہے اجتماع کی جملہ تیاریوں کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی زیر نگرانی محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب انصاری قائم کی گئی۔ وسیع پیمانہ پر اجتماع کی تشہیر کی گئی باقاعدہ دعوت ناموں کے ذریعہ معززین کو مدعو کیا گیا۔ ۹ر جون کی شام کو محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ ۱۰ جون کو ۱۵۰ سے زائد افراد کے ساتھ حیدر آباد سے ۲۰۰ کلومیٹر دور پالاکرتی کے لئے ایک قافلہ اجتماع کے لئے روانہ ہوا جس میں دیگر مجالس سے خدام شامل ہوتے گئے اگلے دن قافلہ پالاکرتی پہنچا۔

۱۱ جون افتتاحی اجلاس

بعد نماز ظہر و عصر افتتاحی اجلاس محترم محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا مہمانان خصوصی کے طور پر مکرم سیٹھ مہر دین صاحب نائب امیر صوبائی اور محترم باشا صاحب صدر جماعت پالاکرتی رونق افروز ہوئے تلاوت و نظم کے بعد صدر جلسہ نے خطاب فرمایا۔ صدر محترم کے خطاب کا تلگو ترجمہ مکرم ماسٹر ابراہیم صاحب نے ساتھ ساتھ پیش کیا دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔

جلسہ یوم پیشوایان مذاہب

بعد نماز مغرب و عشاء پیشوایان مذاہب کا جلسہ عام منعقد ہوا جلسہ سے قبل سینکڑوں کی تعداد میں علاقہ وارنگل کے مختلف مقامات سے حاضرین نے شرکت کی۔ پنڈال مہمانان خصوصی و مقامی افراد سے کچا کچ بھر گیا لاؤڈ اسپیکر کا اس طرح انتظام تھا کہ پنڈال کے علاوہ گاؤں میں دور دور تک لوگ استفادہ کر سکیں۔ جماعت احمدیہ کے نمائندہ کے علاوہ عیسائی و ہندو مذاہب کے نمائندوں نے تقریریں کیں محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر اور مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں مکرم ڈاکٹر محبوب احمد صاحب ترویچی نے بھی صداقت احمدیت کے عنوان پر تقریر کی آخر میں محترم صدر اجلاس نے خطاب کیا

دوران اجتماع نماز تہجد اور باجماعت نمازوں کا اہتمام رہا خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے آخر پر نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے انعامات دیئے صدر اجلاس محترم سیٹھ مہر دین صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔

اجتماع کے موقعہ پر ویڈیو گرافی کا بھی انتظام تھا بک سٹال لگایا گیا جس سے جماعتی کتب و لٹریچر کا تعارف غیر از جماعت کو ہوا طعام اور رہائش کا احسن طور پر انتظام کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہتر نتائج پیدا فرمائے

(محمد عظیم الدین قائد علاقائی آندھرا پردیش)

تیماپور میں جماعت احمدیہ کا مفت طبی کیمپ

۲۳ر مئی کو ایک ہیلتھ سنٹر مسجد احمدیہ تیماپور کے متصل صحن میں قائم کیا گیا جس میں مکرم عبد الرزاق صاحب احمدی ایم. بی. بی. ایس نے باوجود شدت کی گرمی کے جوش و جذبہ سے گرانقدر خدمات انجام دیں مکرم ڈاکٹر صاحب یادگیر کے بارہ افراد پر مشتمل قافلے میں تیماپور پہنچے بلا لحاظ مذہب و ملت صبح ۱۱ بجے سے ۷ بجے شام تک مریضوں کا معائنہ علاج کے ساتھ ساتھ دوائیاں دی گئیں جو مریض ہیلتھ سنٹر تک نہ آ سکتے تھے ان کے گھر جا کر ان کو دیکھنے کے ساتھ علاج کیا گیا اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو دینی و دنیوی برکات سے نوازے اور نمایاں کامیابی عطا کرے اسی روز بعد نماز مغرب ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم سیٹھ منصور احمد صاحب یادگیر منعقد ہوا تلاوت و نظم کے بعد مکرم نعیم احمد صاحب ایڈوکیٹ صدر جماعت شاہ پور مکرم مبارک احمد صاحب ایڈوکیٹ زعیم انصار اللہ تیماپور مکرم مولانا نذر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ یادگیر نے حاضرین سے خطاب کیا رات گیارہ بجے قافلہ واپس ہوا یادگیر کے عوام نے اس خدمت کی تعریف کی اس کیمپ کی رپورٹ ۲۶ر تاریخ کی اشاعت میں اخبار کرما نو بلس گلبرگہ نے شائع کی تیماپور کے خدام و انصار نے خصوصی طور پر تعاون دیا۔

(سید محمود احمد عجب شیر نائب صدر جماعت احمدیہ تیماپور)

پتہ پریم و کرولائی کیرلہ میں تبلیغی جلسے

جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے یوم مسیح موعود و نشان کسوف و خسوف کے جلسوں کے بعد کیرلہ کے لجنۃ المجاہدین فرقہ نے اپنی مخالفانہ سرگرمیوں کو تیز کر دیا جس کے جواب میں ہماری طرف سے ۱۳ و ۱۴ اپریل کو لگاتار تبلیغی جلسے منعقد ہوئے ۱۵ر اپریل کو مسجد احمدیہ پتہ پریم سے ایک کلومیٹر دور تبلیغی جلسہ ہوا ۲۰ر اپریل کو پتہ پریم سے ۲ کلومیٹر دور واقع گاؤں کنڈالہ پیٹا میں پہاڑ پر تبلیغی جلسہ منعقد ہوا ۲۱ و ۲۲ اپریل کو کاراکند بازار میں تبلیغی جلسہ ہوا ۲۴ر اپریل کو جماعت احمدیہ کرولائی کے زیر اہتمام کرولائی سے ۱۰ کلومیٹر دور پوکوٹمپاڈم POOKOT TUM PADAM میں ایک تبلیغی جلسہ

منعقد ہوا اسی طرح ۱۰ ؍ مئی کو کرولائی بازار میں جلسہ ہوا ۔ ان اجلاسات میں ہمارے خدام نے تبلیغی لٹریچر اسی طرح M.T.A کے ذریعہ خطبہ جمعہ اور علم و عرفان کی مجالس پبلک طور پر دکھائیں

مضافات جڑچرلہ میں مقامی مبلغ کا تبلیغی دورہ

احباب جماعت جڑچرلہ کے بھرپور مخلصانہ تعاون سے اپریل مئی اور جون کے مہینوں میں ضلع محبوب نگر کے مختلف مقامات کا تبلیغی دورہ کرنے کا موقعہ ملا اس سلسلہ میں مکرم میر احمد اشرف صاحب کی ذاتی جیپ گاڑی کا بھی تعاون حاصل رہا ۔ ان دوروں کے نتیجہ میں محبوب نگر کے ۵ افراد کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔

(سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ)

رپورٹ تبلیغی اجلاس

۱۰ ؍ مئی کو کیرلہ صوبائی امارت کے تبلیغی پروگرام کے تحت جماعت احمدیہ کالیکٹ و کرولائی کے اردگرد علاقوں میں تبلیغی VAN کے ذریعہ تبلیغی پروگرام بنایا گیا ۔ صبح دس بجے VAN کالیکٹ سے ایڈ اکرا بازار ... KKA میں پہنچی وہاں سے خاکسار و محترم مولوی صاحب کے ۔ محمود احمد صاحب و مولوی ایم ناصر احمد صاحب مبلغین سلسلہ اور چند خدام نے مکرم و محترم عبد اللہ صاحب سیکریٹری تبلیغ صوبائی کیرلہ کے ہمراہ جاکر کالیکٹ سے دس بارہ کلو میٹر دور واقعہ مسلمان آباد گاؤں موکھیڈم و پالا نگرہ اور مرام ویٹی جال تین علاقے میں اجلاس کروائے ۔

خاکسار کی تلاوت القرآن سے اجلاس شروع ہوا ۔ محترم مولوی ایم ناصر احمد صاحب نے تقریر کی بعد دوپہر کرولائی جاکر وہاں سے پانچ کلو میٹر دور واقع گاؤں ایپانی Emmantt میں تبلیغی جلسہ کروایا ۔ مولوی کے محمود احمد صاحب نے تقریر کی چاروں جگہ تبلیغی کتب فروخت کی گئیں (پی ۔ ایچ عبد الرحمٰن)

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے زیر اہتمام ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد

حسب سابق امسال بھی یکم تا ۷ ؍ جولائی ہفتہ قرآن مجید مقرر کیا گیا تھا جس میں اجلاسات کرنے اور قرآنی علوم سیکھنے اور سکھانے کے پروگرام رکھے گئے تھے بفضلہ تعالیٰ بھارت کی احمدی جماعتوں نے اپنی سہولت کے پیش نظر مختلف دنوں میں ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد کیا ہر خوشکن مساعی بغرض اشاعت اخبار بدر ارسال کیں اللہ تعالیٰ حصہ لینے والے تمام احباب و مستورات کو خیر و برکت سے نوازے تنگی صفحات کے سبب صرف ان جماعتوں کے نام بغرض ریکارڈ و دعا شائع کئے جاتے ہیں ۔ جماعت احمدیہ قادیان ۔ البیبی گرڈ ایلی ۔ پینگاڈی ۔ عثمان آباد ۔ ہنکال ۔ موریا کنی ۔ نرار بیٹیا ۔ پتہ پرم ناصر آباد ۔ چنتہ کنٹہ ۔ آنڑا پورم ، سواٹ پڑہ ۔ امرو ہہ ۔ کالیکٹ بھدرک ۔ سینٹ اریلی (آندھرا) مسری ۔ خدام الاحمدیہ یادگیر ۔ لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی ۔

۱۰۳ واں جلسہ سالانہ مبارک ہو !

مردوں کے لئے لاجواب نسخہ

زدجام عشق

جو جسم میں چستی لانے اور کمزوری دور کرنے میں لاجواب ہے ۔ شربت صوفی صد خالص شہد بھی دستیاب ہے ۔

ایک بار خدمت کا موقع ضرور دیں

اسی طرح پیٹ درد ۔ گیس ۔ پیٹ اپھارہ ۔ بھوک لگنے اور قبض کے مریضوں کے لئے

شکتی لال گولی

پتہ : جابر شو فارمیسی ہرچووال روڈ ۔ قادیان ۱۴۳۵۱۶ پنجاب (بھارت)

درخواست دعا

● ۔ عزیزہ امۃ الباری بنت مکرم غلام احمد صاحب عبید امسال B.A کے فائنل امتحان میں 1ST CLASS HONOURS IN HISTORY WITH DISTINCTION اور اتکل یونیورسٹی میں دسویں پوزیشن حاصل کی ہے ۔ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بننے کے لئے درخواست دعا ہے

● ۔ مکرم محمد حبیب اللہ صاحب گوملا رانچی (بہار) اپنی بچی نوشابہ سروری خاتون کی پڑھائی میں ترقی اور اہل وعیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ۔

ولادتیں

● ۔ مکرم محمد احمد صاحب آف بھدرک کے ہاں ۱۸ ؍ اگست کو دوسرا بیٹا تولد ہوا ہے ۔ بچہ بہت کمزور ہے ۔

● ۔ مکرم محمد یوسف ابن مکرم محمد عبد السلیم صاحب کے ہاں ۱۴ ؍ جولائی کو پہلا بیٹا پیدا ہوا ہے ۔ جس کا نام محمد جاوید رکھا گیا ہے ۔

● ۔ مکرم عبد المجید صاحب صوبہ کرناٹک کے ہاں ۱۷ ؍ فروری کو تیسرا بیٹا پیدا ہوا ہے جو واقف نو ہے ۔

● ۔ مکرم عبد الحمید صاحب استاد تیاپور ہا آف گلبرگہ کے ہاں ۷ ؍ جون کو دوسرا بیٹا تولد ہوا ہے جس کا نام عبد النعیم عامر تجویز کیا گیا ہے جملہ بچگان کی صحت و تندرستی و درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے ۔

اعلان نکاح و تقریب شادی

● ۔ ۱۴ ؍ مئی کو عزیزہ سیدہ امۃ الباسط سلمہا اللہ بنت محترم مولانا سید فضل عمر صاحب کٹکی سابق مبلغ سلسلہ (ریٹائرڈ) کا نکاح عزیزم مکرم مولوی ارشاد احمد صاحب معلم وقف جدید راجستھان کے ہمراہ ۱۵ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی اسمٰعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ سورو نے پڑھا ۔ اسی دن تقریب رخصتانہ عمل میں آئی

● ۔ ۱۵ ؍ مئی کو عزیزم مکرم سید احمد نصیر اللہ صاحب ابن محترم سید احمد عطاء اللہ صاحب مرحوم مقیم رسول پور سونگھڑہ کا نکاح گیارہ ہزار ایک صد گیارہ روپے مہر پر عزیزہ زاہدہ شہناز سلمہا اللہ بنت محترم سید محمود احمد منیر صاحب مرحوم ساکن کوجنگ سونگھڑہ کے ہمراہ محترم مولوی سید مقبل عمر صاحب کٹکی سابق مبلغ سلسلہ (ریٹائرڈ) نے پڑھا اسی دن تقریب رخصتانہ عمل میں آئی

● ۔ عزیزہ امۃ الکریم بیگم صاحبہ بنت مکرم مولوی شیخ حفیظ اللہ صاحب کا نکاح مکرم نصیر عالم صاحب ابن مکرم محمد نور الدین عالم صاحب (U.S.A) کے ہمراہ بیس ہزار ۲۰۰۰۰/ روپے حق مہر پر مکرم مولوی اسماعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ سورو نے پڑھا اور اسی دن رخصتی عمل میں آئی ۔

● ۔ ۱۹ ؍ اگست کو مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے عزیزہ امۃ الحفیظ شکیلہ بنت مکرم محمد ابراہیم خان صاحب حیدر آبادی مقیم قادیان کے نکاح کا اعلان عزیز عبد الرؤف خان صاحب ابن عبد اللطیف خان صاحب کوئٹہ (پاکستان) کے ساتھ مبلغ پچیس ہزار روپیہ حق مہر بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں کیا ۔

احباب جماعت سے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

دعائے مغفرت

افسوس خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ محمودہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم میر شفیع احمد صاحب مرحوم درویش ۳۰ ؍ جولائی کی رات بریڈ فورڈ میں وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ کچھ عرصہ سے آنتوں کی تکلیف میں مبتلا تھیں ۔ مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے ۔

(مظفر احمد اقبال قادیان)

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

حضور نے فرمایا باوجود اس تعلیم کے ہم بابری مسجد کے انہدام کے بعد ہندوستان کی مشرک حکومت اور پاکستان کی مسلم حکومت میں ایک نمایاں فرق دیکھتے ہیں۔ ہندوستان کی حکومت اور عدلیہ نے باوجود ہندو دباؤ کے تخریب کاروں اور بابری مسجد منہدم کرنے والوں کی مذمت کی۔ لیکن ادھر حکومت کی طرف سے ہم نہ صرف یہ کہ مذمت کا کوئی ردِ عمل نہیں دیکھتے بلکہ حکومت نے خود ملوّث ہو کر راولپنڈی کی بلدیہ کے ذریعہ یہ کام کروایا ہے۔ حضور نے فرمایا اس فرق سے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ کیوں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مذاہب کے پنڈتوں وغیرہ کو بدترین مخلوق نہیں کہا۔ بلکہ مسلم علماء کو ہی کیوں بدترین مخلوق فرمایا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دَور کے مسلم علماء کے متعلق فرمایا "عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ"۔ کہ آسمان کے نیچے ان کے علماء بدترین اور کمینی مخلوق کے طور پر ہوں گے۔ پھر فرمایا "مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى"۔ کہ تم دیکھو گے کہ "اُن کی مساجد" یہ نہیں فرمایا "اللہ کی مساجد"۔ فرمایا اُن کی مساجد بظاہر بہت آباد اور بھری ہوئی ہوں گی لیکن ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ حضور نے فرمایا آج بھی آپ دیکھیں گے کہ پاکستان کی یہ احراری مساجد بظاہر آبادی کے لحاظ سے تو بھری ہوئی ہیں لیکن ہدایت و تقویٰ سے خالی ہیں۔ یہ ہے ان کے علماء اور مساجد کی حالت اس لئے اُن کی بھری ہوئی مساجد دیکھ کر گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

حضور نے پاکستان کے احمدیوں بالخصوص راولپنڈی کے احمدیوں کو فرمایا کہ انہیں اِس مسجد کے انہدام پر کسی طرح آنسو بہانے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان بدبختوں کا مقابلہ ہمارے ساتھ نہیں بلکہ زمین و آسمان کے مالک کے ساتھ ہے۔ وہ خود ہی ان سے نپٹے گا۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ آپ پر ظلم کر رہے ہیں، یہ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ عجیب تقدیرِ الٰہی ہے کہ ایک طرف تو یہ موحّد کہلانے والے مسجد کو گرا رہے تھے اور پاکستان سے مجھے یہ فیکس موصول ہوئی کہ اس وقت یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف غانا (مغربی افریقہ) کی یہ رپورٹ میں پڑھ رہا تھا کہ اللہ کا یہ بڑا احسان ہے کہ ہم نے جس مشرک علاقے میں تبلیغ کی تھی جہاں ایک بھی موحّد نہیں تھا وہاں ہزارہا لوگ موحّدین جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور وہاں اب ایک عظیم مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ حضور نے رقّت آمیز لہجہ میں فرمایا اب دیکھیں ایک طرف اگر افسوس کی خبر ملی تو دوسری طرف اسی وقت خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ہمارے دلوں کو ڈھارس دینے کے لئے یہ خوشخبری دی۔

حضور نے فرمایا کل دو بجے حکومت نے یہ فیصلہ سُنایا اور جان بوجھ کر ایسے وقت میں فیصلہ سُنایا کہ آئندہ دو دن لگاتار چھٹی آ رہی تھی تاکہ احمدیوں کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے۔ حضور نے فرمایا آسمان کے نیچے یہ ظلمِ عظیم ہے۔ کئی بیرونی ایجنسیوں نے اس سانحہ کی تصاویر کھینچی ہیں۔ اور خبریں بھجوائیں۔ حضور نے فرمایا ہم بھی اس واقعہ کی فلم منگوا رہے ہیں۔ اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پہ دکھائیں گے کہ بابری مسجد کے خلاف احتجاج کرنے والوں کا اپنا اندرونی کردار کتنا گندا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے احمدیوں کو صبر کرنے اور دُعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا وہ مولوی جو بدبختی میں اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں ان کے لئے بد دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے انجام تک پہنچائے تاکہ معصوم اور شریف لوگوں کو ان کے فتنہ سے نجات ملے۔ حضور نے فرمایا پاکستان کی بھاری اکثریت شریف لوگوں کی ہے۔ اور بعض مولوی بھی بے آواز شریف ہیں جو لوگوں کو فتنوں اور تخریب کاریوں سے روک سکتے ہیں۔ ان کے لئے دُعا کریں کہ اللہ ان کو آواز بخشے۔ کیونکہ اگر یہ خاموش رہے تو خطرہ ہے کہ سارا ملک ہی کہیں نحوست کے نیچے نہ پیسا جائے۔ حضور نے فرمایا میں اس ملک کے لئے آنے والے دن اچھے نہیں دیکھتا ایسا نہ ہو کہ شر پسندوں کے شر کے نتیجہ میں معصوم بھی کچلے جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بغداد پر تاتاریوں کے حملے کی تاریخ اس ملک پر بھی دہرائی جائے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں قوم کے دانشمندوں کو مطلع کر دوں۔ پس میں ان کو مطلع کر رہا ہوں آپ بھی اُن کی عقل اور سمجھ کیلئے دُعا کریں۔

اِداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

یہ جو کہا جا رہا ہے کہ دُنیا میں ہر سال نو کروڑ تک آبادی میں اضافہ ہو کر آبادی کا توازن بگڑ رہا ہے تو دراصل اس کی وجہ یہی ہے کہ بچوں کی پیدائش میں مقرر کردہ اسلامی فطری کو نظر انداز کیا گیا اور پھر اس طرح آبادی کے توازن میں بگاڑ کے ساتھ ساتھ بچوں اور عورتوں کی صحتوں اور نشو ونما کا بھی ستیاناس کیا گیا۔ اور اس کی دوسری وجہ جو خاص طور پر مغربی ممالک میں اور ان کی دیکھا دیکھی اب مشرقی ممالک میں بھی بڑھ رہی ہے، ناجائز ولادت کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے۔ مغربی ممالک میں تو بعض جگہوں پر اس کو اس قدر بُری نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماں باپ اور معاشرے کی شفقتوں سے محروم ایسے معصوم بچے بھی کثرت سے دنیا میں پیدا ہوئے جس کے نتیجہ میں آبادی کے توازن میں شدید بگاڑ ظاہر ہوا ہے۔ پس اگر صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق پیدائش کا عمل جاری رہے اور پھر حرام کاری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد پر روک لگے تو دنیا میں شرحِ پیدائش و اموات کا صحیح توازن قائم ہوگا۔ اور اس سے آبادی کا مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

انتخاب صدر خدام الاحمدیہ بھارت

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ قائدین کرام سے گذارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں خدام و اطفال کے ساتھ اجتماع میں شریک ہوں۔

اس موقعہ پر مجلس شوریٰ میں آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب بھی ہوگا۔ مجلس شوریٰ کے لئے نمائندگان منتخب کر کے ان کی فہرست قائدین اپنی تصدیق کے ساتھ دفتر میں ارسال کریں۔

سالانہ رپورٹ ۲۵ ستمبر تک بھجوا دیں۔ قائدین علاقائی بھی اپنی سالانہ رپورٹ ارسال کریں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

روایتی زیورات جدید ڈیزائن کے ساتھ۔
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
پائی پولیمرز
کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MARDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

نیوزی لینڈ میں احمدیت

نیوزی لینڈ آسٹریلیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے اس کا کل رقبہ دو لاکھ اڑسٹھ ہزار چھ سو چھتر مربع کلومیٹر ہے اور ۱۹۹۰ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی آبادی چونتیس لاکھ اُنتیس ہزار ایک سو افراد پر مشتمل تھی۔

نیوزی لینڈ دنیا بھر میں مکھن اور پنیر برآمد کرنے کی وجہ سے ہی مشہور نہیں بلکہ کھیلوں کے میدان میں اس کی کرکٹ اور رگبی کی ٹیمیں دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کرکے اپنے ملک کی شہرت کو چار چاند لگا چکی ہیں۔ نیوزی لینڈ کے حوالہ سے ہی ایک خاص قسم کا پرندہ جسے کیوی کہتے ہیں دنیا بھر میں متعارف ہے۔

نیوزی لینڈ جہاں اب تک عیسائی فرقے اور دہریہ ہی آباد تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں احمدیت بھی اسلام یہاں کے باشندوں تک پہنچا رہی ہے۔ یہاں ۱۹۸۶ء میں جماعت قائم ہوئی جو بلی کے سال (۱۹۸۹ء) میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ یہاں پہنچے تو ملک بھر میں احمدیت کا تعارف ہوا۔ ماؤری چیف نے اس موقع پر ایک تقریر کی کہ حضور انور نے نیوزی لینڈ تشریف لاکر اس زمین کو برکت دی ہے۔ ریڈیو۔ ٹی۔ وی اور اخبارات میں بھی خوب چرچا ہوا۔ ریڈیو پیسفک (Radio pacefic) سے حضور کا انٹرویو اور سوال و جواب کا سلسلہ ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔ اگرچہ پروگرام صرف نصف گھنٹے کا تھا۔ مگر لوگوں کے فون کے ذریعہ سوالات اور ان کی دلچسپی کو دیکھ کر وقت بڑھا دیا گیا۔

انٹرویو کے دوران ایک مخالف غیر احمدی نے پادری سے شکایت کی اور کہا کہ اس شخص کو غیر معمولی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے۔ انٹرویو لینے والے نے جواب دیا کہ اگر تمہارا کوئی لیڈر ہے جو ۱۲۰ ممالک میں مانا جاتا ہے اور جس کے ماننے والے کئی ملین کی تعداد میں ہوں تو اسے لے آؤ ہم اسے بھی موقع دیں گے۔

اب نیوزی لینڈ میں جماعت کی مسجد اور دارالتبلیغ بنائے جانے کا پروگرام ہے۔ جماعت کا ایک رسالہ پیغام امن باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ دنیا کا یہ علاقہ بھی احمدیت کے نور سے پوری طرح منور ہو جائیگا

بدر کی مالی اعانت و توسیع اشاعت میں حصہ لیں
(مینیجر)

خون کا عطیہ

(ڈاکٹر امۃ المعود محمود جنجوعہ۔ لندن)

انسانی جان کو بچانے کے لئے خون کا عطیہ دینا غیر معمولی ثواب کا باعث ہے خون کے عطیہ سے متعلق چند حقائق تحریر ہیں۔

•۔ خون کا عطیہ ایک عام صحت مند انسان ۱۸ سے ۶۰ سال کی عمر کے درمیان دے سکتا ہے۔ اگر باقاعدگی سے دیا جائے تو ۶۵ سال کی عمر تک یہ ثواب کما یا جا سکتا ہے۔

•۔ عطیہ کے وقت آپ کا کم از کم وزن ۵۰ کلوگرام ہونا چاہیئے۔ وزن کی اوپر کی کوئی حد نہیں۔

•۔ دو عطیات کے درمیان کم از کم ۱۶ ہفتے کا وقفہ ہونا چاہیئے۔

•۔ اگر آپ کسی متعدی مرض مثلاً خسرہ یا چکن پاکس وغیرہ میں مبتلا ہیں یا رہے ہیں تو مکمل طور پر صحت یاب ہونے کے ایک ماہ بعد تک انتظار کریں یا اپنے ڈاکٹر یا مرکز عطیات خون سے رابطہ کریں۔ اگر آپ کو جگر کی سوزش کی بیماری (HEPATITIS) ہے یا یرقان کا شکار ہیں تو خون کا عطیہ دینے سے پہلے ایک سال انتظار کریں اور تب بھی مرکز عطیات میں عطیہ دینے سے پہلے وہاں کے عملہ کو اس حقیقت سے مطلع کریں

•۔ اگر آپ کو گزشتہ ایک سال میں کوئی سخت مرض لاحق ہوا ہے یا آپ کا کوئی بڑا عمل جراحی ہوا ہے یا آپ کسی ہسپتال میں زیر علاج رہے ہیں تو عطیہ دینے سے قبل مرکز کے عملہ سے رابطہ کریں۔

•۔ کسی بڑے عمل جراحی (OPERATION) کے بعد عموماً عطیہ دینے سے قبل چھ ماہ کا وقفہ ہونا ضروری ہے۔ اگر اپریشن کے دوران آپ کو خون دیا گیا ہو تو خود عطیہ دینے سے پہلے کم از کم ایک سال انتظار کریں

•۔ اپنے دانتوں پر عمل جراحی کے بعد خون کا عطیہ دینے سے قبل مرکز انتقال خون کے عملہ سے رابطہ کریں۔

•۔ کسی بھی قسم کے حفاظتی ٹیکوں VACCINATION کے بعد عطیہ دینے سے پہلے مرکز کے عملہ سے رائے لیں۔

•۔ اگر آپ مندرجہ ذیل عملیات سے گزرے ہیں تو ایک سال انتظار کے بعد عطیہ دے سکتے ہیں:۔ 1- ACCUPUNCTURE -2 ELECTROLYSIS 3. BODY PIERCING 4- TATTOOING 5- BLOOD TRANSFUSION. یعنی خون کا عطیہ لینے پر۔

•۔ برطانیہ یورپ سے باہر کا سفر اختیار کرنے کے بعد اور عطیہ دینے سے قبل مرکز کے عملہ سے رائے لیں۔

•۔ اگر آپ کسی بھی قسم کی ادویات استعمال کر رہے ہیں اور خون کا عطیہ دینا چاہتے ہیں تو پہلے مرکز کے عملہ کو اس پر اطلاع دیں۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں آپ خون کا عطیہ نہیں دے سکتے

•۔ HIV OR AIDS کا مرض ہونے پر۔

•۔ طویل یا مستقل بیماری میں مبتلا ہونے نیز یا کسی مرض کی وجہ سے مسلسل ادویہ کے استعمال پر۔

•۔ حاملہ خواتین بچہ کی پیدائش کے بعد ایک سال تک۔ حمل کے پہلے چھ ماہ میں اسقاط ہونے کے بعد عطیہ دینے سے پہلے چھ ماہ انتظار کریں۔ آخری تین ماہ میں اسقاط ہونے پر ایک سال انتظار کریں۔

•۔ ترقی پذیر ممالک میں خون کا عطیہ دینے سے قبل ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

—٭—

ہندوستان بھر کی تجارت، کاروباری مارکیٹ کی جانکاری کیلئے اردو زبان کا واحد میگزین قومی تجارت میں اشتہار دے کر پورا فائدہ اٹھائیں۔ دوست کم از کم دو کاپیاں ضرور خریدیں قیمت سالنامہ ۱۲؍ روپے

عید ایڈیشن کے بعد اب سالنامہ چھپ رہا ہے۔

پتہ ہے:۔ انیس احمد اسلم قادیان
ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔ بھارت

وقت کی ضرورت
قومی تجارت
آپ کی اپنی زبان میں